تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قیمت فی پرچہ ۱ر

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل

ہفتہ میں دوبار

قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی ٭ اسسٹنٹ - مہر محمد خان ٭

جلد ۱۱	مطابق ۱۶ر ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ	مورخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۲۳ء	نمبر ۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

عید اضحی کی نماز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے بوجہ بارش مسجد نور میں پڑھائی۔ چونکہ حضور کی طبیعت علیل تھی۔ اس لئے مختصر لیکن نہایت ہی اہم خطبہ ارشاد فرمایا ٭

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی جناب میر قاسم علی صاحب و شیخ عبد الخالق صاحب ایک جلسہ کی تقریب پر لائل پور تشریف لے گئے ٭

ان ایام میں کئی دن بکثرت بارش ہوئی جس سے قصبہ کے ارد گرد پانی جمع ہو گیا ہے ٭

برلن دار السلطنت جرمنی میں مسجد کی بنیاد

کمزور ترین جماعت کے کمزور حصہ کا عظیم الشان کارنامہ

۲۷ر تاریخ بذریعہ تار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جناب مولوی مبارک علی صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی مبلغ اسلام مقیم برلن کی طرف سے اطلاع موصول ہوئی کہ ۲۷ر جولائی ۹ بجے برلن میں مسجد احمدیہ کی بنیاد رکھنے کے لئے کھدائی کا کام شروع ہو گا۔ اسپر حضور نے خطبہ جمعہ ۲۷ر جولائی میں دعا کی تحریک فرماتے ہوئے احمدی مستورات (جن کے خرچ سے یہ مسجد تعمیر ہوگی) کے اس عظیم الشان کارنامہ کا نہایت ہی شاندار الفاظ میں ذکر فرمایا۔ اور دوسرا خطبہ پڑھنے کے بعد ممبر پر ہی کھڑے ہو کر دعا کی۔ جسمیں حاضرین بھی شامل ہوئے۔ نیز حضور نے یہ بھی فرمایا کہ ۵ر اگست کو پچھلے پہر مسجد کی بنیاد رکھی جائیگی۔ وہ وقت یہاں کے لحاظ سے عشاء کے قریب کا ہو گا اس دن بھی دعا کی جائیگی۔ بیرونی جماعتیں بھی خاص انتظام کے ماتحت اس دن عشاء کے وقت دعائیں کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرخ آباد اور مین پوری اضلاع کے نومسلم راجپوتوں کا کامیاب جلسہ

ایک ہندو اور ایک ٹھاکر ہندو کا قبول اسلام

(خاص تار بنام الفضل)

جناب بشیر احمد صاحب از فتح گڑھ

۲۲ جولائی - انجمن رفیق الاسلام فرخ آباد کے ممبروں اور جماعت احمدیہ قادیان کے مبلغوں کی متفقہ کوششوں سے ایک کامیاب جلسہ انجمن مذکور کی عمارت میں منعقد ہوا فرخ آباد اور قائم گنج کے مسلمانوں کے علاوہ فرخ آباد اور مین پوری اضلاع کے مسلم راجپوتوں نے ایک سو سے زیادہ اپنے نمائندے جلسہ میں شمولیت کے لئے بھیجے۔ مولوی محمد شفیع صاحب احمدی مبلغ - مہر محمد خان صاحب نائب ایڈیٹر الفضل اور چودہری فتح محمد خان صاحب سیال ایم اے نے اسلام اور ہندو مذہب کا موازنہ کرتے ہوئے فصیح تقریریں کیں۔ اختتام جلسہ پر ایک شخص نے جس کا نام رام چرن ہے۔ اسلام قبول کیا۔ آج بعد دوپہر مسلم راجپوت اپنی پنچایت شدھی کے خلاف منعقد کرینگے۔ امیر علیخان۔ اصغر علیخان رسید محمد حسین وزیر حسن خان۔ شیخ محبوب بخش۔ الفت خان۔ راجہ ادی یار خان اور مولوی عبداللطیف صاحبان پنچایت کو کامیاب بنانے کے باعث مسلمان راجپوتوں کی طرف سے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔

مذکورہ بالا تار کے سلسلہ میں حسب ذیل تار جناب اصغر علی خان صاحب آنریری مجسٹریٹ فرخ آباد ارسال فرماتے ہیں:-

فرخ آباد - ۲۳ جولائی - اضلاع فرخ آباد و مین پوری کے مسلمان راجپوتوں کی پنچایت میں جو کہ جماعت احمدیہ قادیان کے مبلغین کی مساعی سے زیر صدارت راجہ ہادی یار خان صاحب رئیس کو بمہ ۲۲ جولائی کو منعقد ہوئی - یہ تجویز پاس ہوئی کہ تحریک شدھی کا مقابلہ کرنے دین اسلام سیکھنے اور اشاعت اسلام کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ہر ایک مسلم راجپوت کا فرض منصبی ہے۔ نیز یہ تجویز بھی پاس ہوئی کہ صوبہ متحدہ کی گورنمنٹ سے اس صوبہ میں ایکٹ انتقال اراضی کے جاری کرنے کی درخواست کی جائے پنچایت نے آخر میں جناب چودہری فتح محمد خان صاحب ایم اے امیر وفد المجاہدین جماعت احمدیہ قادیان کا شدھی کے مقابلہ میں ان کی سرگرم کوششوں اور کامیاب مساعی کے متعلق شکریہ ادا کیا۔ پنچایت کے معاً بعد ایک ہندو ٹھاکر نے جس کا نام بلونت سنگھ ہے۔ اور جو کھاوی ضلع ہردوئی کا رہنے والا ہے۔ اسلام قبول کیا ٭

پرکھم کے متعلق انجمن ہدایت اسلام کی غلط بیانی

شہرت طلبی کی ہوس میں اشاعت اسلام کو نقصان پہنچا دیا

۱۸ جولائی ۱۹۲۳ء کے اخبار مبلغ دہلی کے صفحہ ۲ میں بخط جلی "اسلام کی فتح - پرکھم کی شدھی ٹوٹ گئی - سارا گاؤں پھر مشرف باسلام ہوا" کے عنوانات کے ماتحت یہ اعلان درج ہے" اور "زمیندار" میں بھی یہ اعلان شایع ہوا ہے کہ "انجمن ہدایت الاسلام کے تین قومی مبلغوں کی کوشش سے موضع پرکھم کے تین سو ملکانہ ۱۱ جولائی کو پھر داخل اسلام ہو گئے اب پرکھم میں سوائے گنگا دھر ملکانہ کے کوئی باقی نہیں رہا" اور اسی طرح موضع بڑاولی میں چند آدمیوں کی واپسی کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ "ان دونوں جگہ میں سوائے تبلیغی انجمن ہدایت الاسلام کے کوئی مبلغ نہ تھا"

موضع بڑاولی کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مگر پرکھم کے متعلق افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سخت نقصان رساں غلط بیانی کی گئی ہے۔ آج ۲۰ جولائی تک اس گاؤں کا ایک بھی مرتد ملکانہ کسی مبلغ کے ذریعہ خواہ وہ "قومی" ہو یا غیر قومی مسلمان نہیں ہوا۔ اور یہ بیان کہ اس گاؤں میں سوائے انجمن ہدایت الاسلام کے کارکنوں کے اور کوئی مبلغ نہیں۔ محض جھوٹ ہے جب سے مبلغین جماعت احمدیہ قادیان اس میدان میں آئے ہیں۔ اس گاؤں میں ہمارے آدمی متعین ہیں۔ اور ایک دن کے لئے بھی ہمارے آدمیوں نے اس گاؤں کو نہیں چھوڑا۔ اور طرفہ یہ کہ ہدایت الاسلام کا کوئی آدمی اس عرصہ میں کبھی یہاں نہیں گیا۔ کیا ایسی غلط رپورٹیں کارکنوں کی عزت افزائی کا موجب اور اسلام کے لئے باعث فخر ہو سکتی ہیں ٭

واقعہ یہ ہے کہ ۱۳ جولائی کی تاریخ یہاں کے بعض لوگوں نے واپسی کے لئے مقرر کی تھی۔ مگر ہندوؤں کے دباؤ سے ڈر کر فی الحال خاموش ہو گئے ہیں۔

یہ پہلا موقع نہیں کہ محض شہرت طلبی کے لئے اس قسم کی غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ اس سے قبل بھی علاقہ بھرتپور کے متعلق بعض انجمنوں نے غلط بیانی سے کام لیکر ہمارے کام کو اپنی طرف منسوب کیا تھا۔ اب بھی ہمیں افسوس نہ ہوتا۔ اگر فی الواقع پرکھم کے لوگ واپس آجاتے اور پھر ہدایت الاسلام ہی کے کارکن اس کامیابی کو اپنے نام سے شایع کر دیتے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ شہرت طلبی کے جوش نے ان کو اتنا بے خود کر دیا کہ سراسر جھوٹ بول دیا جس سے ہمارے راستہ میں سخت مشکلات حائل کر دی گئیں۔

خاکسار محمد ابراہیم - بی ایس سی - انسپکٹر حلقہ تبلیغ ضلع متھرا - وفد المجاہدین قادیان - آگرہ -

---

دفتر ڈاک کے متعلق اطلاع

مکرم مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے افسر ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ ۱۲ جولائی کو لدھانہ اپنے والد ماسٹر قادر بخش صاحب مرحوم کی وفات کی وجہ سے تشریف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
الفضل
قادیان دار الامان - ۳۱ جولائی ۱۹۲۳ء

پنڈت لیکھرام اور صداقت اسلام

تمہید آریہ پنڈت دہرم بھکشو نے واقعہ قتل پنڈت لیکھرام کے متعلق لیکچر دیتے ہوئے ۱۴ جولائی ۲۳ء کو آریہ سماج شملہ کے مندر میں کچھ ایک محض جھوٹے اور خود تراشیدہ الزامات حضرت مرزا صاحب پر لگائے اور بہت سخت زہر اُگلا۔ اور مسلمانوں کے مسلمہ بزرگان دین کی توہین کی۔ یہاں تک کہ حضرت مریم صدیقہ رض کو بدکار قرار دیا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی شان میں نہایت گستاخانہ الفاظ بولے۔ جو کسی طرح قابل برداشت نہیں تھے۔ ہماری طرف سے اختتام لیکچر پر ان الزامات کے جواب کے لئے جب وقت مانگا گیا تو ٹالدیا گیا اسلئے مجبوراً اس تحریر کے ذریعہ حقیقت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

آریوں کا عقیدہ چونکہ آریہ سماج کا مذہب ہے کہ خدا اپنے کسی پیارے بندے سے ہمکلام نہیں ہوسکتا اسلئے ان کے نزدیک تمام انبیاء و رسل کا سلسلہ جھوٹا ہے۔ اور دنیا کے تمام راستباز مقربان الٰہی مفتری اور کذاب تھے۔ چنانچہ آریہ سماج کے مہرشی سوامی دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں کسی نبی اور رسول اور ولی اللہ کو جھوٹا اور کذاب کہنے سے نہیں چھوڑا۔ آریوں کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے

عیسیٰ ہو یا کہ موسیٰ جتنے نبی تھے آئے
مکار ہیں وہ سارے انکی ندا یہی ہے

اس عقیدہ کا نتیجہ اس بدعقیدہ کا نتیجہ یہ ہے کہ سوائے وید کے ماننے والوں کے تمام دنیا سے ان کے دلوں میں دشمنی بھری ہوئی ہے جس کا اظہار وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔ برخلاف اسکے اسلام تمام انبیاء و رسل کی تصدیق کرتا ہے۔ خواہ وہ ہند میں ہوئے یا عرب میں کیونکہ اسلامی تعلیم لانفرق بین احد منہم ہے۔

پیشگوئیوں سے انکار کی وجہ آریوں کو پیشگوئیوں سے انکار صرف اس وجہ سے ہے کہ اگر ایک بھی پیشگوئی خدا کی طرف سے ثابت ہوگئی تو وید پر کلام الٰہی کا ختم ہو جانا جو ان کا عقیدہ ہے باطل ہو جاتا ہے اسلئے وہ ہندو اوتاروں کے بھی منکر ہیں۔ مگر یہ ان کا انکار فضول ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے ان کے سامنے اپنی صفت تکلم کا ثبوت دینے کے لئے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کو زبردست پیشگوئیوں کے ساتھ مامور کرکے اتمام حجت کردی۔ جس کا ایک ثبوت حسب ذیل ہے:-

پنڈت لیکھرام کی موت کی خبر جب پنڈت لیکھرام کی شوخی حد سے بڑھ گئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا کہ بجائے دلائل سے مقابلہ کرنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت ناپاک الفاظ استعمال کرتا ہے۔ تو آپ نے لیکھرام کو متوجہ کیا۔ اور نصیحت کی۔ مگر اس نے بے ادبی اور شوخی میں قدم اور آگے بڑھایا۔ تب حسب خواہش پنڈت لیکھرام حضرت مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر یہ پیشگوئی کی ؎

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بُرّان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

"آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں مبتلا ہو جائیگا۔ سو اب میں اس پیشگوئی کو شایع کرکے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں۔ اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا۔ تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈالکر کسی سولی پر کھینچا جائے"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء)

پیشگوئی میں ہلاکت اور موت عذاب شدید سے کیا مراد تھی وہ اگرچہ تیغ بُرّان محمدؐ سے صاف عیاں ہے لیکن حضرت مرزا صاحب نے وضاحت سے فرمایا۔

"مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے اور میری دعا کو قبول فرمایا ہے جو ایک مفسد شخص کے بارہ میں ہے جو اللہ اور رسول کا دشمن ہے جس کا نام لیکھرام پشاوری ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ ہلاک ہونیوالوں میں سے ہے کیونکہ وہ اللہ کے نبی کو گالیاں دیتا ہے اور آپ کی شان میں خبیث کلمات بولتا ہے پس میں نے اسپر بددعا کی اور میرے رب نے مجھے بشارت دی اسکی موت کی چھ سال میں۔ بلاشبہ اس میں طالبوں کیلئے نشانات ہیں" (کرامات الصادقین ٹائٹل صفحہ آخر)

پیشگوئی میں مزید توضیح علاوہ ازیں اسی کرامات الصادقین میں حضرت مسیح موعود نے لکھا۔ وبشرنی ربی وقال مبشراً ستعرف یوم العید والعید اقرب یعنی نشان عید کے ساتھ ملے ہوئے دن میں ظاہر ہوگا۔ اور اصل الہام جو پنڈت لیکھرام کے متعلق تھا اسمیں بھی اسے گوسالہ سامری سے مشابہت دیگئی ہے تاکہ یہ اسکے عید کے قریب قتل پر دلالت کرے علاوہ ازیں آپ کو کشف کے ذریعہ پنڈت لیکھرام کی موت کا دن اور وقت بھی بتایا گیا تھا۔

آریوں کو چیلنج یہ زبردست پیشگوئی شایع کرکے آپ نے آریوں کو لکھا "اب آریوں کو چاہیئے کہ سب ملکر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے ٹل جاوے"

ایک منکر دعا کو چیلنج نہ صرف آریوں پر ہی اتمام حجت کی بلکہ آپ نے سرسید احمد خان صاحب کو بھی اس پیشگوئی کی طرف متوجہ کیا اور لکھا ؎

اے کہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرت ہائے حق
قصہ کوتاہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

یا اشعار لکھکر آپ نے سرسید کو بتادیا کہ تو بھی اس نشان کو دیکھیگا گویا جہاں پنڈت لیکھرام کی ۶ سال میں موت کی خبر تھی وہاں سرسید کیلئے اس پیشگوئی کو دیکھنے کے لئے ظہور پیشگوئی تک زندگی کی خبر تھی چنانچہ سرسید نہیں فوت ہوا۔ جب تک اس نے یہ نشان نہ دیکھ لیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
الفضل
قادیان دار الامان - ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

پنڈت لیکھرام اور صداقت اسلام

تمہید آریہ پنڈت دہرم بھکشو نے واقعہ قتل پنڈت لیکھرام کے متعلق لیکچر دیتے ہوئے ۲۲ جولائی سنہ ۲۳ء کو آریہ سماج شملہ کے مندر میں کئی ایک محض جھوٹے اور خود تراشیدہ الزامات حضرت مرزا صاحب پر لگائے اور بہت سخت زہر اگلا۔ اور مسلمانوں کے مسلمہ بزرگان دین کی توہین کی۔ یہاں تک کہ حضرت مریم صدیقہ کو بدکار قرار دیا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی شان میں نہایت گستاخانہ الفاظ بولے۔ جو کسی طرح قابل برداشت نہیں تھے۔ ہماری طرف سے اختتام لیکچر پر ان الزامات کے جواب کے لئے جب وقت مانگا گیا تو ٹالدیا گیا۔ اسلئے مجبوراً اس تحریر کے ذریعہ حقیقت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

آریوں کا عقیدہ چونکہ آریہ سماج کا مذہب ہے کہ خدا اپنے کسی پیارے بندے سے ہمکلام نہیں ہو سکتا۔ اسلئے ان کے نزدیک تمام انبیاء و رسل کا سلسلہ جھوٹا ہے۔ اور دنیا کے تمام راستباز مقربان الٰہی مفتری اور کذاب تھے۔ چنانچہ آریہ سماج کے مہرشی سوامی دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں کسی نبی اور رسول اور ولی اللہ کو جھوٹا اور کذاب کہنے سے نہیں چھوڑا۔ آریوں کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے

عیسیٰ ہو یا کہ موسیٰ جتنے نبی تھے آئے
مکار ہیں وہ سارے انکی ندا یہی ہے

اس عقیدہ کا نتیجہ اس بد عقیدہ کا نتیجہ یہ ہے کہ سوائے وید کے ماننے والوں کے تمام دنیا سے ان کے دلوں میں دشمنی بھری ہوئی ہے جس کا اظہار وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔ برخلاف اسکے اسلام تمام انبیاء و رسل کی تصدیق کرتا ہے۔ خواہ وہ ہند میں ہوئے یا عرب میں۔ کیونکہ اسلامی تعلیم لا نفرق بین احد منہم ہے۔

پیشگوئیوں سے انکار کی وجہ آریوں کو پیشگوئیوں سے انکار صرف اسوجہ سے ہے کہ اگر ایک بھی پیشگوئی خدا کی طرف سے ثابت ہو گئی تو وید پر کلام الٰہی کا ختم ہو جانا جو ان کا عقیدہ ہے باطل ہو جاتا ہے اسلئے وہ ہندو اوتاروں کے بھی منکر ہیں۔ مگر یہ ان کا انکار فضول ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے ان کے سامنے اپنی صفت تکلم کا ثبوت دینے کے لئے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کو زبردست پیشگوئیوں کے ساتھ مامور کر کے اتمام حجت کر دی۔ جس کا ایک ثبوت حسب ذیل ہے۔

پنڈت لیکھرام کی موت کی خبر جب پنڈت لیکھرام کی شوخی حد سے بڑھ گئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا کہ بجائے دلائل سے مقابلہ کرنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت ناپاک الفاظ استعمال کرتا ہے۔ تو آپ نے لیکھرام کو متوجہ کیا۔ اور نصیحت کی۔ مگر اس نے بے ادبی اور شوخی میں قدم اور آگے بڑھایا۔ تب حسب خواہش پنڈت لیکھرام حضرت مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر یہ پیشگوئی کی ؎

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

"آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں مبتلا ہو جائیگا۔ سو اب میں اس پیشگوئی کو شایع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں۔ اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈالکر کسی سولی پر کھینچا جائے۔"

(اشتہار ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۳ء)

پیشگوئی میں ہلاکت اور موت عذاب شدید سے کیا مراد تھی وہ اگرچہ تیغ بران محمد سے صاف عیاں ہے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب نے وضاحت سے فرمایا:

"مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے اور میری دعا کو قبول فرمایا ہے جو ایک مفسد شخص کے بارہ میں ہے جو اللہ اور رسول کا دشمن ہے جس کا نام لیکھرام پشاوری ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ ہلاک ہونیوالوں میں سے ہے کیونکہ وہ اللہ کے نبی کو گالیاں دیتا ہے اور آپ کی شان میں خبیث کلمات بولتا ہے۔ پس میں نے اس پر بددعا کی۔ اور میرے رب نے مجھے بشارت دی اسکی موت کی چھ سال میں۔ بلاشبہ اس میں طالبوں کیلئے نشانات ہیں۔" (کرامات الصادقین ٹائٹل صفحہ آخر)

پیشگوئی میں مزید توضیح علاوہ ازیں اسی کرامات الصادقین میں حضرت مسیح موعود نے لکھا۔ وبشرنی ربی وقال مبشراً ستعرف یوم العید والعید اقرب۔ یعنی نشان عید کے ساتھ والے دن میں ظاہر ہوگا۔ اور اصل الہام جو پنڈت لیکھرام کے متعلق تھا اسمیں بھی اسے گوسالہ سامری سے مشابہت دیگئی ہے۔ تا کہ یہ اسکے عید کے قریب قتل پر دلالت کرے۔ علاوہ ازیں آپ کو کشف کے ذریعہ پنڈت لیکھرام کی موت کا دن اور وقت بھی بتایا گیا تھا۔

آریوں کو چیلنج یہ زبردست پیشگوئی شایع کر کے آپنے آریوں کو لکھا "اب آریوں کو چاہئے کہ سب ملکر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے ٹل جاوے"

ایک منکر دعا کو چیلنج نہ صرف آریوں پر ہی اتمام حجت کی بلکہ آپ نے سر سید احمد خان صاحب کو بھی اس پیشگوئی کی طرف متوجہ کیا اور لکھا ؎

اے کہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرت ہائے حق
قصہ کوتاہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

یہ اشعار لکھکر آپنے سر سید کو بتا دیا کہ تو بھی اس نشان کو دیکھیگا گویا جہاں پنڈت لیکھرام کی ۶ سال میں موت کی خبر تھی وہاں سر سید کیلئے اس پیشگوئی کو دیکھنے کے لئے ظہور پیشگوئی تک زندگی کی خبر تھی چنانچہ سر سید نہیں فوت ہوا۔ جب تک اس نے یہ نشان نہ دیکھ لیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیشگوئی پوری ہوئی

حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی تھی۔ لفظاً و معناً ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو پوری ہوگئی۔ یعنی پنڈت لیکھرام قتل ہوا اور آخر جلا کر اس کی راکھ کو دریا میں ڈالا گیا۔

آریوں کا اقرار

یوں تو آریہ مقر ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی لیکن وہ اسے حضرت مرزا صاحب کی سازش قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اس پر مندرجہ ذیل آرین شہادت مشتے نمونہ از خروارے ہے:

"۱۔ ایک حضرت نے شاید اپنی کتاب موعود بھی میں یہ پیشگوئی بھی کی کہ پنڈت لیکھرام ۶ سال کے عرصہ میں عید کے دن نہایت دردناک حالت میں مریگا۔ یہ پیشگوئی اب قریب تھی۔ کیونکہ غالباً ۱۸۹۷ء چھٹا سال تھا۔ اور ۵ مارچ ۱۸۹۷ء آخری عید چھٹے سال کی تھی۔ علانیہ بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالینگے۔ اور مرزئیہ ہراں کہ پنڈت اس عرصہ میں اور فلاں دن میں ایک دردناک حالت میں مریگا۔ کیا آریہ دھرم کے اس مخالف اور چند ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو اس سازش سے کوئی تعلق نہیں؟

۲۔ یہ قتل کئی ایک اشخاص کی مدت کی سوچی اور سمجھی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہے۔"

(اخبار پنجاب سماچار لاہور) دہم مارچ ۱۸۹۷ء

سازش کے الزام کا جواب

چونکہ تمام آریہ سماجی اس پیشگوئی کو سازش کے الزام میں لا کر رد کرنا چاہتے ہیں۔ اور دھرم بھکشو بھی ایسا ہی کیا۔ اسلئے اس کا جواب جو حضرت مرزا صاحب نے مفصل دیا اور اپنی بریت ثابت کردی وہ میں درج ذیل کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دور نہیں ہو سکتا۔ اور مجھے اس قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے۔ جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے تو میں ایک نیک صلاح دیتا ہوں۔ کہ جس سے یہ سارا قصہ فیصلہ ہو جاوے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرے سامنے قسم کھا دے جس کے الفاظ یہ ہوں کہ میں یہ یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہیبت ناک عذاب ہو۔ مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہو سکے۔ پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بددعا سے بچ گیا۔ تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق جو ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیئے۔ اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے۔ یہ طریق نہایت سادہ اور راستی کا فیصلہ ہے۔"

ایک آریہ کی عارضی دلیری

پہلے تو اس طریق فیصلہ کے لئے حضرت مرزا صاحب کے مقابل ایک شخص گنگا بشن نامی نکلا۔ مگر جب حضرت مرزا صاحب کے استقلال کو دیکھا تو مارے ہیبت کے مقابلہ سے دست بردار ہو گیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ گنگا بشن نے اخبار پنجاب سماچار میں تین شرطیں پیش کیں۔

اول یہ کہ اگر پیشگوئی پوری نہ ہو تو پیشگوئی کرنیوالے کو پھانسی دی جائے۔

دوم یہ کہ دس ہزار روپیہ گورنمنٹ میں جمع کرا دیا جائے یا ایسے بنک میں جس میں تسلی ہو سکے اور اگر میں بعد میعاد سے نہ مروں تو یہ روپیہ مجھے مل جائے۔

سوم یہ کہ جب میں قادیان میں قسم کھانے کیلئے آؤں تو اس بات کا ذمہ لیا جائے کہ میں لیکھرام کی طرح قتل نہ کیا جاؤں۔

شرائط منظور

اس کے جواب میں حضرت مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہار شائع کی:

"مجھے تینوں شرطیں ان کی بسر و چشم منظور ہیں اور اس میں کسی طرح کا عذر نہیں جس عدالت میں چاہیں صاف صاف اقرار کر دونگا۔ کہ اگر لالہ گنگا بشن صاحب میری بددعا سے ایک سال تک بچ گئے تو مجھے منظور ہے۔ کہ مجرم کی طرح پھانسی دیا جاؤں ...... میں طیار ہوں کہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ گورنمنٹ کی عدالت میں اقرار کر سکتا ہوں کہ جب میں آسمانی فیصلہ سے مجرم ٹھہر جاؤں تو مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ خدا نے میری پیشگوئی کو پورا کر کے دین اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے فیصلہ کیا ہے۔ پس ہرگز ممکن نہیں ہوگا کہ میں پھانسی ملوں یا ایک ذرہ بھی کسی تکلیف کرنے والے کو دوں۔ بلکہ وہ خدا جس کے حکم سے ہر ایک جنبش و سکون ہے۔ اس وقت کوئی اور ایسا نشان دکھائیگا جس کے آگے گردنیں جھک جائینگی"

اس پیشگوئی کی غرض

گنگا بشن نے یہ بھی عذر کیا کہ میں تسلیم نہیں کر سکتا کہ اگر میں ایک سال میں مر گیا تو میرا مرنا اس بات پر گواہی ہوگا کہ درحقیقت لیکھرام خدا کے غضب سے ہلاک ہوا اور اسکی ہلاکت مطابق پیشگوئی اسلام کی سچائی کی دلیل ہے۔ اور دوسرے مذاہب کے باطل ہونے کا نشان ہوگا۔

ہمدرد ہند مجریہ ۲ اپریل ۱۸۹۷ء

حضرت مرزا صاحب کا مدعا

اس عذر خام کے جواب میں حضرت صاحب نے فرمایا کہ

"ہماری یہ تمام کارروائی صرف اس غرض سے ہے۔ کہ تا ہم ثابت کریں۔ کہ دنیا میں صرف دین اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ اور دوسرے تمام مذاہب باطل ہیں۔ اگر یہ غرض درمیان نہ ہو تو یہ جھگڑے ہی عبث ہیں۔ اور ہمارے الہام بھی عبث یہی تو ایک مدعا ہے۔ یعنی دین اسلام کی سچائی ثابت کرنا........ اور پنڈت لیکھرام سے بھی پیشگوئی کے مطالبہ پر یہی اقرار لیا گیا تھا۔ کہ یہ پیشگوئی آریہ مذہب اور اسلام میں بطور فیصلہ کرنے والے منصف کے متصور ہوگی۔"

مطالبہ لاش

پھر گنگا بشن نے ہمدرد ہند لاہور مجریہ ۱۳ اپریل ۱۸۹۷ء میں مطالبہ کیا کہ جب حضرت مرزا صاحب حسب قرارداد جھوٹے نکلنے کی صورت میں پھانسی دئے جاویں تو آپ کی نعش اسے (گنگا بشن کو) مل جائے۔ اور پھر جو وہ چاہے اس سے کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیشگوئی پوری ہوئی

حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی جو ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی تھی۔ لفظاً و معناً ۶ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء کو پوری ہوگئی۔ یعنی پنڈت لیکھرام قتل ہوا اور آخر جلا کر اس کی راکھ کو دریا میں ڈالا گیا۔

آریوں کا اقرار

یوں تو آریہ منکر ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی لیکن وہ اسے حضرت مرزا صاحب کی سازش قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اس پر مندرجہ ذیل آرین شہادت مشتے نمونہ از خروارے ہے

۱۔ ایک حضرت نے شاید اپنی کتاب موعود میں بھی یہ پیشگوئی بھی کی کہ پنڈت لیکھرام ۶ سال کے عرصہ میں عید کے دن نہایت دردناک حالت میں مرے گا۔ یہ پیشگوئی اب قریب تھی۔ کیونکہ غالباً ۱۸۹۶ء چھٹا سال تھا۔ اور ۶ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء آخری عید چھٹے سال کی تھی۔ علانیہ بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالینگے۔ اور مرزائی بھی یہی کہ پنڈت اسی عرصہ میں اور خلاں دن میں ایک دردناک حالت میں مرے گا۔ کیا آریہ دھرم کے اس مخالف اور چند ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو اس سازش سے کوئی تعلق نہیں ہے؟

۲۔ یہ قتل کئی ایک اشخاص کی مدت کی سوچی اور سمجھی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہے۔

(اخبار پنجاب سماچار لاہور) دہم مارچ سنہ ۱۸۹۷ء

سازش کے الزام کا جواب

چونکہ تمام آریہ سماجی اس پیشگوئی کو سازش کے الزام میں لاکر رد کرنا چاہتے ہیں۔ اور دھرم بھکشو نے بھی ایسا ہی کیا اس لئے اس کا جواب جو حضرت مرزا صاحب نے مفصل دیا اور اپنی بریت ثابت کردی وہ میں درج ذیل کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔

"اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دور نہیں ہو سکتا۔ اور مجھے اس قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے تو میں ایک نیک صلاح دیتا ہوں۔ کہ جس سے یہ سارا قصہ فیصلہ ہو جاوے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرے سامنے قسم کھاوے جس کے الفاظ یہ ہوں۔ کہ میں یہ یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہیبت ناک عذاب ہو۔ مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہو سکے۔ پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بددعا سے بچ گیا۔ تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق جو ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیئے! اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے تو اس طریقہ کو اختیار کرے۔ یہ طریقہ نہایت سادہ اور راستی کا فیصلہ ہے۔"

ایک آریہ کی عارضی دلیری

پہلے تو اس طریق فیصلہ کے لئے حضرت مرزا صاحب کے مقابل ایک شخص گنگا بشن نامی نکلا۔ مگر جب حضرت مرزا صاحب کے استقلال کو دیکھا تو مارے ہیبت کے مقابلہ سے دستبردار ہوگیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ گنگا بشن نے اخبار پنجاب سماچار میں تین شرطیں پیش کیں۔

اول یہ کہ اگر پیشگوئی پوری نہ ہو تو پیشگوئی کرنیوالے کو پھانسی دی جائے۔

دوم یہ کہ دس ہزار روپیہ گورنمنٹ میں جمع کرا دیا جائے یا ایسے بنک میں جسمیں تسلی ہو سکے اور اگر میں میعاد سے نہ مروں تو یہ روپیہ مجھے مل جائے۔

سوم یہ کہ جب میں قادیان میں قسم کھانے کیلئے آؤں تو اس بات کا ذمہ لیا جائے کہ میں لیکھرام کی طرح قتل نہ کیا جاؤں۔

شرائط منظور

اس کے جواب میں حضرت مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہار شائع کیا۔

"مجھے تینوں شرطیں آن کی بسر و چشم منظور ہیں اور اس میں کسی طرح کا عذر نہیں جس عدالت میں چاہیں صاف صاف اقرار کر دونگا۔ کہ اگر لالہ گنگا بشن صاحب میری بددعا سے ایک سال تک بچ گئے تو مجھے منظور ہے۔ کہ مجرم کی طرح پھانسی دیا جاؤں ...... میں طیار ہوں نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ گورنمنٹ کی عدالت میں اقرار کر سکتا ہوں کہ جب میں آسمانی فیصلہ سے مجرم ٹھہر جاؤں تو مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ خدا نے میری پیشگوئی کو پورا کرکے دین اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے فیصلہ کیا ہے۔ پس ہرگز ممکن نہیں ہوگا کہ میں پھانسی ملوں یا ایک ذرہ بھی کسی تکذیب کرنے والے کو دوں۔ بلکہ وہ خدا جس کے حکم سے ہر ایک جنبش و سکون ہے۔ اس وقت کوئی اور ایسا نشان دکھائیگا جس کے آگے گردنیں جھک جائیں گی۔"

اس پیشگوئی کی غرض

گنگا بشن نے یہ بھی عذر کیا کہ میں تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ اگر میں ایک سال میں مرگیا تو میرا مرنا اس بات پر گواہی ہوگا کہ درحقیقت لیکھرام خدا کے غضب سے ہلاک ہوا اور اسکی ہلاکت مطابق پیشگوئی اسلام کی سچائی کی دلیل ہے۔ اور دوسرے مذاہب کے باطل ہونے کا نشان ہے۔

ہمدرد ہند مجریہ ۲ اپریل سنہ ۱۸۹۷ء

حضرت مرزا صاحب کا مدعا

اس عذر خام کے جواب میں حضرت صاحب نے فرمایا کہ

"ہماری یہ تمام کارروائی صرف اس غرض سے ہے۔ کہ تا ہم ثابت کریں۔ کہ دنیا میں صرف دین اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ اور دوسرے تمام مذاہب باطل ہیں۔ اگر یہ غرض درمیان نہ ہو تو یہ جھگڑے ہی عبث ہیں۔ اور ہمارے الہام بھی عبث۔ یہی تو ایک مدعا ہے۔ یعنی دین اسلام کی سچائی ثابت کرنا....... اور پنڈت لیکھرام سے بھی پیشگوئی کے مطالبہ پر یہی اقرار لیا گیا تھا۔ کہ یہ پیشگوئی آریہ مذہب اور اسلام میں بطور فیصلہ کرنے والے منصف کے متصور ہوگی۔"

مطالبہ لاش

پھر گنگا بشن نے ہمدرد ہند لاہور مجریہ ۱۳ اپریل سنہ ۱۸۹۷ء میں مطالبہ کیا کہ جب حضرت مرزا صاحب حسب قرارداد جھوٹے نکلنے کی صورت میں پھانسی دئے جاویں تو آپ کی نعش اسے (گنگا بشن کو) مل جائے۔ اور پھر جو وہ چاہے اس سے کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شرط البتہ منظور

اس پر حضرت مسیح موعود نے شائع کیا۔ کہ

"یہ شرط مجھے منظور ہے۔ اور میرے نزدیک بھی جھوٹے کی لاش ہر ایک ذلت کے لائق ہے۔ اور یہ شرط درحقیقت نہایت ضروری ہے۔ جو لالہ گنگا بشن صاحب کو عین وقت پر یاد آ گئی۔ لیکن ہمارا بھی حق ہے کہ یہی شرط بالمقابل اپنے لئے بھی قائم کریں۔ ۔۔۔ اور وہ یہ کہ جب گنگا بشن صاحب حسب منشا پیشگوئی مر جائیں تو ان کی لاش بھی ہمیں مل جائے تا بطور نشان فتح وہ لاش ہمارے قبضہ میں رہے۔ اور ہم اس لاش کو ضائع نہیں کریں گے۔ بلکہ بطور نشان فتح مناسب مصالحوں سے محفوظ رکھ کر کسی عام منظر میں یا لاہور کے عجائب گھر میں رکھا دینگے۔"

آریوں کا فرار

حضرت جری اللہ کا تمام شرائط کو منظور کرتے ہوئے دل ہلا دینے والا یہ جواب پڑھ کر لالہ گنگا بشن صاحب نے فرار کی راہ اختیار کی۔ اور کہہ دیا کہ میں تو آریہ ہی نہیں ہوں اور نہ پھر کوئی اور آریہ میدان میں نکلا۔ اس طرح تمام آریہ سماج حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کی تصدیق کر کے اسلام کی صداقت کی شاہد ہو گئی۔ اور آریوں کے حق میں حضرت مرزا صاحب کا مندرجہ ذیل شعر صادق آیا۔ ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

ایک اعتراض

ایک بڑا اعتراض یہ بھی کیا گیا۔ کہ لیکھرام کا قتل خارق عادت نہیں اور نہ اس سے کوئی ہیبت طاری ہوئی۔

جواب

منکرین کا یہ قدیم سے شیوہ ہے۔ کہ صاف اور صریح نشانات کو بھی بوجہ کور باطنی کے جھٹلایا کرتے ہیں۔ اور یہی حال یہاں ہے۔ یقیناً قتل لیکھرام ایک خارق عادت قتل تھا کیونکہ دوست و دشمن کو علم تھا کہ پیشگوئی کا منشا کیا ہے۔ اور وہ کب تک پوری ہونے والی ہے۔ گورنمنٹ مستعد تھی۔ آریہ بھی ضرور حفاظت کرتے ہوں گے مگر پھر بھی عین وقت معین پر لیکھرام کا قتل ہونا ایک عجیب بات ہے۔ اور اس قتل کا ہیبت ناک نظارہ دیکھنا ہو تو اس کی موت کی جو تصویر اس کی سوانح عمری میں مہاشہ شردھانند نے کھینچی ہے ذرا پڑھ کر دیکھو۔ اب یہ کہنا کہ کوئی ہیبت نہیں ہوئی۔ دراصل ہیبت کا وقت گذر نے کے بعد کہا جا رہا ہے۔ جو ایک طبعی امر ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ لیکھرام کی خارق عادت موت کی ہیبت ہی ہے۔ جو اب بھی آریوں کو احمدیوں کے مقابل قبا ہر کے لئے آنے نہیں دیتی اور اگر یہ جھوٹ ہے تو آؤ اسلام اور آریہ دھرم کا فیصلہ اس طرح کر لو۔ مگر یاد رکھو

نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

لیکھرام کہاں ہے

حضرت مسیح موعود کو قتل لیکھرام سے چار سال پہلے بذریعہ ایک فرشتہ اطلاع دی گئی۔ کہ لیکھرام قتل ہونے والا ہے۔ فرشتہ جس کے ذریعہ آپ کو اطلاع دی گئی یہ تھا۔ "ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرے سے خون ٹپکتا ہے" اس فرشتہ نے حضرت مسیح موعودؑ سے پوچھا۔ "لیکھرام کہاں ہے"؟

اس پر دھرم بھکشو کا اعتراض یہ ہے کہ یہ تو خدا کی بے علمی کی دلیل ہے۔ مگر نادان کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ وید میں بھی اس قسم کا کلام کئی جگہ موجود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کا کلام موقع اور محل کے لحاظ سے مختلف معانی رکھتا ہے۔ اس جگہ صرف یہ مقصود تھا کہ حضرت مرزا صاحب کو بتا دیا جائے کہ خدا تعالےٰ نے لیکھرام کے قتل کے لئے کسی خونی فرشتہ کو مقرر کر دیا ہے۔ اور نیز یہ کہ لیکھرام فنا ہونے والا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

دھرم بھکشو کے جھوٹے الزام

ایسی صاف اور روشن پیشگوئی کو جھوٹ کی گرد و غبار میں چھپانے کے لئے پنڈت دھرم بھکشو نے بہت سے صریح جھوٹ بولے جن میں سے موٹے موٹے درج ذیل ہیں۔

پہلا جھوٹ

پیشگوئی میں تو یہ تھا کہ لیکھرام جب نشان دیکھ لے تو اسے مسلمان ہونا ہوگا۔ جس سے ظاہر ہے کہ موت کی پیشگوئی نہ تھی۔

جواب

یہ کورا جھوٹ ہے۔ پیشگوئی میں ہرگز یہ شرط نہ تھی۔ اگر سچے ہو تو دکھاؤ۔

دوسرا جھوٹ

پیشگوئی میں موت کا ذکر تک نہ تھا۔

جواب

ڈبل جھوٹ۔ ہم کرامات الصادقین کی عبارت پہلے لکھ چکے ہیں۔ جس میں صریح موت کی خبر موجود ہے۔ مزید براں سنو۔ تمہارا پنڈت لیکھرام ہی کہتا ہے۔

پنڈت لیکھرام کی گواہی

"اس خدا نے جبرائیل بھیج کر قادیانی کے کان میں ہماری موت کا الہام سنایا"
کلیات آریہ مسافر صفحہ ۳۲

تیسرا جھوٹ

مرزا صاحب کے الہام میں پنڈت لیکھرام کو پشاوری لکھا ہے جو خدا کی بے علمی کی دلیل ہے۔

جواب

محض جھوٹ۔ دکھاؤ کس الہام میں پشاوری لکھا ہے۔ ہاں یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے اسے لیکھرام النشاوری لکھا ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ وہ پشاوری کہلاتا تھا۔ کلیات آریہ مسافر میں اسے پشاوری گنڈا لکھا ہے۔ جو گوشت خور آریوں کی طرف سے اسے نام دیا گیا ہے۔ پشاوری کہلانے کے لئے پشاور کی پیدائش شرط نہیں ہے۔ اس لئے یہ اعتراض بھی بالکل لغو اور بیہودہ ہے۔ جو محض معترض کی جہالت کا نتیجہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطالبہ منظور اس پر حضرت مسیح موعود نے شائع کیا۔ کہ

"یہ شرط مجھے منظور ہے۔ اور میرے نزدیک بھی جھوٹے کی لاش ہر ایک ذلت کے لائق ہے۔ اور یہ شرط درحقیقت نہایت ضروری ہے۔ جو لالہ گنگا بشن صاحب کو عین وقت پر یاد آ گئی۔ لیکن ہمارا بھی حق ہے کہ یہی شرط بالمقابل اپنے لئے بھی قائم کریں۔ ..... اور وہ یہ کہ جب گنگا بشن صاحب حسب منشا پیشگوئی مر جائیں تو ان کی لاش بھی ہمیں مل جائے تا بطور نشان فتح وہ لاش ہمارے قبضہ میں رہے۔ اور ہم اس لاش کو ضائع نہیں کریں گے۔ بلکہ بطور نشان فتح مناسب مصالحوں سے محفوظ رکھ کر کسی عام منظر میں یا لاہور کے عجائب گھر میں رکھا دینگے"

آریوں کا فرار حضرت جری اللہ کا تمام شرائط کو منظور کرتے ہوئے دل ہلا دینے والا یہ جواب پڑھ کر لالہ گنگا بشن صاحب نے فرار کی راہ اختیار کی۔ اور کہدیا کہ میں تو آریہ ہی نہیں ہوں اور نہ پھر کوئی اور آریہ میدان میں نکلا۔ اس طرح تمام آریہ سماج حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کی تصدیق کر کے اسلام کی صداقت کی شاہد ہو گئی۔ اور آریوں کے حق میں حضرت مرزا صاحب کا مندرجہ ذیل شعر صادق آیا۔ ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

ایک اعتراض ایک بڑا اعتراض یہ بھی کیا گیا کہ لیکھرام کا قتل خارق عادت نہیں اور نہ اس سے کوئی ہیبت طاری ہوئی۔

جواب منکرین کا یہ قدیم سے شیوہ ہے۔ کہ صاف اور صریح نشانات کو بھی بوجہ کور باطنی کے جھٹلایا کرتے ہیں۔ اور یہی حال یہاں ہے۔

یقیناً قتل لیکھرام ایک خارق عادت قتل تھا کیونکہ دوست و دشمن کو علم تھا کہ پیشگوئی کا منشا کیا ہے۔ اور وہ کب تک پوری ہونے والی ہے۔ گورنمنٹ محافظ تھی۔ آریہ بھی ضرور حفاظت کرتے ہوں گے مگر پھر بھی عین وقت معین پر لیکھرام کا قتل ہونا ایک عجیب بات ہے۔ اور اس قتل کا ہیبت ناک نظارہ دیکھنا ہو تو اس کی موت کی جو تصویر اس کی سوانح عمری میں مہاشہ شردھانند نے کھینچی ہے ذرا پڑھ کر دیکھو۔ اب یہ کہنا کہ کوئی ہیبت نہیں ہوئی۔ دراصل ہیبت کا وقت گذرنے کے بعد کہا جا سکتا ہے۔ جو ایک طبعی امر ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ لیکھرام کی خارق عادت موت کی ہیبت ہی ہے۔ جو اب بھی آریوں کو احمدیوں کے مقابل ٹھہرنے کے لئے آنے نہیں دیتی اور اگر یہ جھوٹ ہے تو آؤ اسلام اور آریہ دھرم کا فیصلہ اس طرح کر لو۔ مگر یاد رکھو

نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

لیکھرام کہاں ہے حضرت مسیح موعود کو قتل لیکھرام سے چار سال پہلے بذریعہ ایک فرشتہ کے اطلاع دی گئی۔ کہ لیکھرام قتل ہونے والا ہے۔ فرشتہ جس کے ذریعہ آپ کو اطلاع دی گئی یہ تھا۔ "ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرے سے خون ٹپکتا ہے" اس فرشتہ نے حضرت مسیح موعودؑ سے پوچھا "لیکھرام کہاں ہے" اس پر دھرم بھکشو کا اعتراض یہ ہے کہ یہ تو خدا کی بے علمی کی دلیل ہے۔ مگر نادان کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ وید میں بھی اس قسم کا کلام کئی جگہ موجود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کا کلام موقع اور محل کے لحاظ سے مختلف معانی رکھتا ہے۔ اس جگہ صرف یہ مقصود تھا کہ حضرت مرزا صاحب کو بتا دیا جائے کہ خدا تعالٰے نے لیکھرام کے قتل کے لئے کسی خونی فرشتہ کو مقرر کر دیا ہے۔ اور نیز یہ کہ لیکھرام فنا ہونے والا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

دھرم بھکشو کے جھوٹے الزام ایسی صاف اور روشن پیشگوئی کو جھوٹ کی گرد و غبار میں چھپانے کے لئے پنڈت دھرم بھکشو نے بہت سے صریح جھوٹ بولے جن میں سے موٹے موٹے درج ذیل ہیں۔

پہلا جھوٹ پیشگوئی میں تو یہ تھا کہ لیکھرام جب نشان دیکھ لے تو اسے مسلمان ہونا ہوگا۔ جس سے ظاہر ہے کہ موت کی پیشگوئی نہ تھی۔

جواب یہ کورا جھوٹ ہے۔ پیشگوئی میں ہرگز یہ شرط نہ تھی۔ اگر سچے ہو تو دکھاؤ۔

دوسرا جھوٹ پیشگوئی میں موت کا ذکر تک نہ تھا۔

جواب ڈبل جھوٹ۔ ہم کرامات الصادقین کی عبارت پہلے لکھ چکے ہیں۔ جس میں صریح موت کی خبر موجود ہے۔ مزید براں سنو۔ تمہارا پنڈت لیکھرام ہی کہتا ہے۔

پنڈت لیکھرام کی گواہی "اس خدا نے جبرائیل بھیج کر قادیانی کے کان میں ہماری موت کا الہام سنایا" کلیات آریہ مسافر ص ۴۳۲

تیسرا جھوٹ مرزا صاحب کے الہام میں پنڈت لیکھرام کو پشاوری لکھا ہے جو خدا کی بے علمی کی دلیل ہے۔

جواب محض جھوٹ۔ دکھاؤ کس الہام میں پشاوری لکھا ہے۔ ہاں یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے اسے لیکھرام پشاوری لکھا ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ وہ پشاوری کہلاتا تھا۔ کلیات آریہ مسافر میں اسے پشاوری گنڈا لکھا ہے۔ جو گوشت خور آریوں کی طرف سے اسے نام دیا گیا ہے۔ پشاوری کہلانے کے لئے پشاور کی پیدائش شرط نہیں ہے۔ اس لئے یہ اعتراض بھی بالکل لغو اور بے ہودہ ہے اور محض معترض کی جہالت کا نتیجہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لطیفہ جس عبارت پر یہ اعتراض ہے کہ الہام میں پشاوری لکھنا خدا کی بے علمی ہے۔ وہیں یہ الفاظ ہیں :۔

"المسمی لیکھرام الفشاوری داخبرنی انہ من الھالکین × × × فیشہ نی ربی بموتہ فی ستہ سنتہ (کرامات الصادقین)

مگر دہرم بھکشو کو پشاوری پر اعتراض سوجھا اور یہ نہ سوجھا کہ آگے جو اس کی موت کی پیشگوئی ہے۔ وہ میرے پہلے اور دوسرے جھوٹ کو ظاہر کر دیگی۔ اور دنیا پر ظاہر ہو جائیگا کہ دہرم بھکشو جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے۔

چوتھا جھوٹ مرزا صاحب کے اشعار

(۱) الا اے دشمن نادان بے راہ
بترس از تیغ بران محمدؐ

(۲) کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

پنڈت لیکھرام کے متعلق نہ تھے۔ بلکہ سرسید احمد کے متعلق ہیں ؛

جواب ۔ سیاہ جھوٹ۔ یہ دونوں شعر تو لیکھرام کے متعلق پیشگوئی کے اوپر درج ہیں۔ جس میں سرسید کا ذکر تک نہیں ؛

شردھانند کی گواہی سنو تمہارے جھوٹ پر سابق لالہ منشی رام حال شردھانند بھی گواہی دیتا ہے کہ :۔

"مرزا غلام احمد قادیانی آریہ مسافر کے دلائل سے گھبرا کر انہیں موت کی دھمکی دے چکا تھا۔ اور لکھ چکا تھا۔ الا اے دشمن نادان بے راہ
بترس از تیغ بران محمدؐ
کہ محمدؐ کی تلوار سے ڈر کر اسلام کے خلاف لکھنا چھوڑ دے"

سوانح عمری لیکھرام صفحہ ۱۵۱

پانچواں جھوٹ لیکھرام کامیاب ہوا۔ کیونکہ مرزا صاحب کا آخری مذہب یہ تھا کہ :۔

"قرآن گندی گالیوں سے بھرا ہوا ہے دیکھو ازالہ اوہام اور یہ کہ وید خدا کی الہامی کتاب ہے۔ اور وہ بالکل سچی ہے اور قرآن مجید کی تمام تعلیم وید کی کسی نہ کسی شاخ سے لی گئی ہے۔ دیکھو پیغام صلح۔

جواب ۔ اسقدر بے باکانہ جھوٹ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ غالباً اس پنڈت نے یہ سمجھا ہے کہ تمام دنیا اندھی اور بیوقوف ہے۔ کون پوچھیگا کہ پنڈت جی مہاراج کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر واقعی دہرم بھکشو آریہ ہے اور اس کے ساتھی آریہ ہیں تو ذرا اس جھوٹ کا ثبوت تو دیں۔ مگر یاد رکھیں کہ این خیال است و محال است و جنون ؛

ازالہ اوہام حضرت اقدسؑ کی پہلی کتابوں میں سے ہے۔ اور اسمیں یہ کہیں نہیں لکھا کہ قرآن مجید گندی گالیوں سے پر ہے۔ اور رسالہ پیغام صلح آخری تحریر ہے اسمیں کہیں وید کو قرآن کا مخزن قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ اس کی تعلیم کو ناقص اور قرآن کو کامل قرار دیا گیا ہے ؛

لطیفہ اگر بقول دہرم بھکشو واقعی قرآن گندی گالیوں سے پر ہے تو یہ کہاں سے آئیں۔ بقول دہرم بھکشو۔ ویدوں سے ہی قرآن میں گئیں۔

چھٹا جھوٹ مرزا صاحب ہیضہ سے مرے لیکھرام شہید ہوا۔

جواب ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ساتواں جھوٹ مرزا صاحب نے پیشگوئی کی کہ آتھم ۱۵ ماہ میں مر جائیگا۔ اور پندرہ مہینے گذرنے پر آتھم کو مردہ جان کر مرزا صاحب امرتسر آئے اور وہاں جشن کیا گیا۔ احمدیوں کی مساجد میں روشنی ہوئی۔ اور ان کے محلوں میں چراغ جلائے گئے۔ اتنے میں آتھم آ نکلا۔ اور مرزا صاحب کی خفت کی کرکری ہوگئی۔

جواب ۔ خدا کی پناہ! جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے مگر یہ پنڈت تو جھوٹ کا بھی موجد ہے۔ اس بیان کے جھوٹا ثابت کرنے کیلئے دلیل کی بھی ضرورت نہیں۔

آٹھواں جھوٹ میں جب قادیان گیا تھا تو رات کو فرشتے (مراد احمدی) مجھے بھی مارنے آئے۔ اور دروازوں کو توڑا۔ لیکن میرے شور کرنے سے بھاگ گئے۔

جواب ۔ آریوں میں اپنی بہادری اور بڑائی جتانے کیلئے یونہی گپ ہانک دی ہے جس طرح پنڈت بھوجدت نے کیا تھا۔

نواں جھوٹ شملہ کے احمدیوں نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے

جواب ۔ بہتان محض ہے تم نے آنحضرت صلعم کی توہین کی ہمنے لکھا کہ یہ روش اچھی نہیں۔ اسکو چھوڑ دیا جائے ورنہ وہ منتقم حقیقی خود اپنے نبی معصوم کا بدلہ لینے کے لئے کافی ہے۔ اور یہ تو تم بھی مانتے ہو کہ خدا بدوں کو خود سزا دیا کرتا ہے۔ لہذا اسکے قتل کی دھمکی قرار دینا محض شرارت ہے ؛

دسواں جھوٹ لیکھرام کا قتل یقیناً مرزا صاحبؑ کی سازش سے ہوا۔

جواب ۔ یہ وہی بوسیدہ جھوٹ ہے جس کا جواب پہلے ہی گذر چکا لیکن اب بھی اگر سماج کا یقین ہے تو وہ مرد میدان بنیں۔ اور اپنے کم از کم دس آدمی پیش کریں۔ اور وہ گنگا جمن کی طرح قسم کھا کر کہیں کہ یہ قتل مرزا صاحب کی سازش سے ہوا ہے۔ اور اگر ہم اس قسم میں جھوٹے ہیں تو اے خدا ایک سال کے اندر ہم پر اپنا قہر نازل کر اور ہمیں تباہ اور برباد کر۔ اس کے مقابل ہماری طرف سے بھی قسم ہوگی اور اسی طرح ہوگی۔ جیسے ہم آپ سے لینگے۔ پھر خدا فیصلہ کر دیگا۔ کیا اب بھی تم میں کوئی دل و گردہ والا آریہ ہے جو اسطرح اسلام اور ویدک دہرم کی سچائی کو پرکھنے کے لئے میدان میں نکلے۔ سنو ہمارے امام عالی مقام حضرت محمود اسلام کی سچائی کو اس طرح ثابت کرنے کے لئے پہلے بھی چیلنج دے چکے ہیں۔ اب ہم یہ چیلنج دیکر کہتے ہیں ؎

حجت رحماں بر ایشاں شد تمام
یا وہ گوئی ماندہ در دست لئام

خاکسار عمر الدین احمدی از شملہ

نوٹ ۔ **گورنمنٹ کی شہادت** آریوں نے اس جھوٹے الزام کو نہ صرف اخباروں تک محدود رکھا۔ بلکہ گورنمنٹ کو بھی یہی کہا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی تلاشی کروائی۔ لیکن خدا کی حکمتیں عجیب ہیں۔ جب گورنمنٹ افسروں نے حضرت صاحب کو تلاشی کے لئے کہا۔ تو آپ بہت ہی خوش ہوئے۔ اور خود اپنے تمام گھر اور دفاتر کی تلاشی کروائی۔ اور سب سے پہلے جو کاغذات پولیس کے ہاتھ آئے۔ وہ لیکھرام کی پیشگوئی کے متعلق تمام خط و کتابت تھی۔ جسے پڑھکر پولیس افسروں نے فوراً کہہ دیا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لطیفہ جس عبارت پر یہ اعتراض ہے کہ الہام میں پشاوری لکھنا خدا کی بے علمی ہے۔ وہیں یہ الفاظ ہیں :۔

"المسمی لیکھرام الفشاوری واخبرنی انہ من الھالکین × × × فبشرنی ربی بموتہ فی ستۃ سنۃ (کرامات الصادقین)

مگر دہرم بھکشو کو پشاوری پر اعتراض سوجھا اور یہ نہ سوجھا کہ آگے جو اس کی موت کی پیشگوئی ہے۔ وہ میرے پہلے اور دوسرے جھوٹ کو ظاہر کر دیگی۔ اور دنیا پر ظاہر ہو جائیگا کہ دہرم بھکشو جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے۔

چوتھا جھوٹ مرزا صاحب کے اشعار

(۱) الا اے دشمن نادان بے راہ
بترس از تیغ بران محمدؐ

(۲) کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

پنڈت لیکھرام کے متعلق نہ تھے۔ بلکہ سر سید احمد کے متعلق ہیں ؂

جواب۔ سیاہ جھوٹ۔ یہ دونوں شعر تو لیکھرام کے متعلق پیشگوئی کے اوپر درج ہیں۔ جس میں سر سید کا ذکر تک نہیں ؂

شردھانند کی گواہی سنو تمہارے جھوٹ پر سوامی لالہ منشی رام عرف شردھانند بھی گواہی دیتا ہے کہ :۔

"مرزا غلام احمد قادیانی آریہ مسافر کے دلائل سے گھبرا کر انہیں موت کی دھمکی دے چکا تھا۔ اور لکھ چکا تھا۔ الا اے دشمن نادان بے راہ
بترس از تیغ بران محمدؐ

کہ محمدؐ کی تلوار سے ڈر کر اسلام کے خلاف لکھنا چھوڑ دو۔"

سوانح عمری لیکھرام صفحہ ۱۵۱

پانچواں جھوٹ لیکھرام کامیاب ہوا۔ کیونکہ مرزا صاحب کا آخری مذہب یہ تھا کہ :۔

"قرآن گندی گالیوں سے بھرا ہوا ہے دیکھو ازالہ اوہام۔ نہ یہ کہ وید خدا کی الہامی کتاب ہے۔ اور وہ بالکل سچی ہے قرآن مجید کی تمام تعلیم وید کی کسی نہ کسی شاخ سے لی گئی ہے۔ دیکھو پیغام صلح۔

جواب۔ اسقدر بے باکانہ جھوٹ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ غالباً اس پنڈت نے یہ سمجھا ہے کہ تمام دنیا اندھی اور بیوقوف ہے۔ کون پوچھیگا کہ پنڈت جی مہاراج کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر واقعی دہرم بھکشو آریہ ہے اور اس کے ساتھی آریہ ہیں تو ذرا اس جھوٹ کا ثبوت تو دیں۔ مگر یاد رکھیں کہ این خیال است و محال است و جنون ؂

ازالہ اوہام حضرت اقدسؑ کی پہلی کتابوں میں سے ہے۔ اور اسمیں یہ کہیں نہیں لکھا کہ قرآن مجید گندی گالیوں سے پر ہے۔ اور رسالہ پیغام صلح آخری تحریر ہے اسمیں کہیں وید کو قرآن کا مخزن قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ اس کی تعلیم کو ناقص اور قرآن کو کامل قرار دیا گیا ہے ؂

لطیفہ اگر بقول دہرم بھکشو واقعی قرآن گندی گالیوں سے پر ہے تو یہ کہاں سے آئیں۔ بقول دہرم بھکشو۔ ویدوں سے ہی قرآن میں گئیں۔

چھٹا جھوٹ مرزا صاحب ہیضہ سے مرے لیکھرام شہید ہوا۔

جواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ساتواں جھوٹ مرزا صاحب نے پیشگوئی کی کہ آتھم ۱۵ ماہ میں مر جائیگا۔ اور پندرہ مہینے گذرنے پر آتھم کو مردہ جان کر مرزا صاحب مرتد آئے اور وہاں جشن کیا گیا۔ احمدیوں کی مساجد میں روشنی ہوئی۔ اور ان کے محلوں میں چراغ جلائے گئے۔ اتنے میں آتھم آنکلا۔ اور مرزا صاحب کی شیخی کرکری ہو گئی۔

جواب۔ خدا کی پناہ! جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے مگر یہ پنڈت تو جھوٹ کا بھی موجد ہے۔ اس بیان کے جھوٹا ثابت کرنے کیلئے دلیل کی بھی ضرورت نہیں۔

آٹھواں جھوٹ میں جب قادیان گیا تھا تو رات کو فرشتے (مراد احمدی) مجھے بھی مارنے آئے۔ اور دروازوں کو توڑا۔ لیکن میرے شور کرنے سے بھاگ گئے۔

جواب۔ آریوں میں اپنی بہادری اور بڑائی جتلانے کیلئے یونہی گپ ہانک دی ہے جس طرح پنڈت بھوجدت نے کیا تھا۔

نواں جھوٹ شملہ کے احمدیوں نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے

جواب۔ بہتان محض ہے تم نے آنحضرت صلعم کی توہین کی ہم نے لکھا کہ یہ روش اچھی نہیں۔ اسکو چھوڑ دیا جائے ورنہ وہ منتقم حقیقی خود اپنے نبی معصوم کا بدلہ لینے کے لئے کافی ہے۔ اور یہ تو تم بھی مانتے ہو کہ خدا بدوں کو خود سزا دیا کرتا ہے۔ لہذا اسکے قتل کی دھمکی قرار دینا محض شرارت ہے ؂

دسواں جھوٹ لیکھرام کا قتل یقیناً مرزا صاحب کی سازش سے ہوا ؂

جواب۔ یہ وہی بوسیدہ جھوٹ ہے جس کا جواب پہلے گذر چکا لیکن اب بھی اگر سماج کا یقین ہے تو وہ مرد میدان بنیں۔ اور اپنے کم از کم دس آدمی پیش کریں۔ اور وہ گنگا جمنی کی طرح قسم کھا کر کہیں کہ یہ قتل مرزا صاحب کی سازش سے ہوا ہے۔ اور اگر ہم اس قسم میں جھوٹے ہیں تو اے خدا ایک سال کے اندر ہم پر اپنا قہر نازل کر اور ہمیں تباہ اور برباد کر۔ اس کے مقابل ہماری طرف سے بھی قسم ہوگی اور اسی طرح ہوگی جیسے ہم آپ سے لینگے۔ پھر خدا فیصلہ کر دیگا۔ کیا اب بھی تم میں کوئی دلی و گردہ والا آریہ ہے جو اسطرح اسلام اور ویدک دہرم کی سچائی کو پرکھنے کے لئے میدان میں نکلے۔ سنو ہمارے امام عالی مقام حضرت محمود اسلام کی سچائی کو اس طرح ثابت کرنے کے لئے پہلے بھی چیلنج دے چکے ہیں۔ اب ہم یہ چیلنج دیکر کہتے ہیں ؂

حجت رحماں بر ایشاں شد تمام
یا وہ گوئی ماندہ در دست لئام

خاکسار عمر الدین احمدی از شملہ

نوٹ۔ گورنمنٹ کی شہادت آریوں نے اس جھوٹے الزام کو صرف اخباروں تک محدود رکھا۔ بلکہ گورنمنٹ کو بھی یہی کہا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی تلاشی کروائی لیکن خدا کی حکمتیں عجیب ہیں۔ جب گورنمنٹ افسروں نے حضرت صاحب کو تلاشی کے لئے کہا۔ تو آپ بہت ہی خوش ہوئے۔ اور خود اپنے تمام گھر اور دفاتر کی تلاشی کروائی۔ اور سب سے پہلے جو کاغذات پولیس کے ہاتھ آئے۔ وہ لیکھرام کی پیشگوئی کے متعلق تمام خط و کتابت تھی۔ جسے پڑھکر پولیس افسروں نے فوراً کہہ دیا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ جمعہ

مسلم اور غیر مسلم میں فرق

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۲۰ جولائی ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ایک سوال ہے جو میرے نزدیک ہر مسلمان کے دل میں پیدا ہونا چاہیئے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ تمام سمجھدار لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ گو ظاہر کو دیکھ کر مجھے افسوس کے ساتھ سمجھنا پڑتا ہے۔ اور عقل اسی کی گواہی دیتی ہے کہ شاید سب کے دلوں میں نہیں پیدا ہوتا۔ یا اگر پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ اس کے حل کرنے کی جرأت نہیں کرتے یا اگر وہ حل کرنے کی جرأت رکھتے ہیں۔ تو ان سے حل ہوتا نہیں۔ اور جب ان سے حل نہیں ہوتا۔ تو یہ جرأت نہیں رکھتے کہ دوسروں سے حل کرانے کے لیے ان سے پوچھیں۔ یا اگر ان سے حل ہو جاتا ہے۔ تو اس کی تعمیل کرنے کی ان میں جرأت نہیں ہوتی۔ مگر یہ ایسا

اہم سوال

ہے۔ کہ اسکے حل کئے بغیر درحقیقت ایک خدا کے ماننے والے اور ایک خدا کی پرستش کرنیوالے کو بھی راحت نہیں مل سکتی۔ اور کبھی اسے اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا پس جس غرض کے لیئے انسان مذہب کو قبول کرتا ہے۔ ساری دنیا سے جھگڑا مول لیتا ہے جس غرض کے لیئے کئی قسم کے فوائد قربان کرتا ہے یہاں ان لوگوں کا ذکر نہیں۔ جو مذہب کی چادر نام کے طور پر اپنے اوپر اوڑھ لیتے ہیں بلکہ ان کا ہے۔ جو مذہب کے لیئے قسم قسم کی قربانیاں کرتے ہیں ایسے لوگ باوجود اسکے اس سوال کے حل کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ وہ

سوال کیا ہے؟

وہ یہ ہے کہ ہم میں اور دوسرے لوگوں میں کیا فرق ہے میرے نزدیک ہر عقلمند کے دل میں یہ سوال پیدا ہونا چاہیئے۔ کہ میں نے جو یہ مذہب قبول کیا ہے۔ تو مجھ میں اور جس نے اسے قبول نہیں کیا اسمیں کیا فرق ہے مجھے اس سوال کے بارے میں ہندوؤں۔ یہودیوں۔ عیسائیوں اور سکھوں سے تعلق نہیں۔ بنی نوع انسان ہونے کے لحاظ سے تو سب میرے بھائی ہیں۔ مگر اس سوال کی وجہ مسلمان سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ میرے دل میں یہ سوال اور طرز پر پیدا ہو گا۔ اور ان کے دل میں اور طرز پہ میرے دل میں تو یہ سوال اس طرز پر پیدا ہو گا کہ ایک مسلمان اور ایک ہندو میں کیا فرق ہے۔ مگر ایک ہندو کے دل میں یہ سوال پیدا ہو گا۔ اور ہونا چاہیئے کہ ایک ہندو اور غیر مذہب والے میں کیا فرق ہے اسی طرح ایک عیسائی کے دل میں یہ سوال پیدا ہونا چاہیئے۔ کہ ایک عیسائی اور غیر عیسائی میں کیا فرق ہے۔ اسی طرح ہر مذہب والے کے دل میں یہ سوال اور رنگ میں پیدا ہونا چاہیئے۔ مگر میں اسی رنگ کو لیتا ہوں۔ جو مسلم کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ ایک

مسلم اور غیر مسلم میں کیا فرق ہے

ہم بحیثیت مسلمان اوروں سے جو قسم قسم کے جھگڑے کرتے ہیں۔ ابھی ملکانوں کی شدھی کا معاملہ ہے۔ ہم جا کر ان سے ملتے اپنے مال خرچ کرتے اور ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ مرتد نہ ہوں۔ اور اس کے لیئے شدھی کرنیوالوں سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ یہ کیوں کر رہے ہیں۔ کیا ملکانے اس حالت سے بدل گئے۔ جس پر وہ پہلے تھے۔ کیا ان کی عقل شکل اور علم میں کچھ فرق آ گیا۔ اگر نہیں۔ تو ہم انہیں کیوں سمجھاتے۔ اور اپنا روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ یا اور لوگوں کو جو تبلیغ کرتے ہیں کبھی ماریں کھاتے ہیں کبھی مال کا نقصان اٹھاتے ہیں۔ اپنے عزیزوں سے الگ ہوتے ہیں یہ سب کچھ کیوں کرتے ہیں۔ اس کا موٹا جواب تو یہی ہے کہ لوگ اسلام قبول کریں۔ اور مسلمان ہو جائیں مگر اسکے ساتھ معاً یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور پیدا ہونا چاہیئے کہ

لوگ کیوں مسلمان ہو جائیں

ہندو کیوں نہ رہیں یا کیوں ہندو نہ ہو جائیں۔ تم میں کیا بات ہے۔ اور تم کو کونسا سرخاب کا پر لگا ہوا ہے کہ تمہارا مذہب قبول کر لیں۔ اور کیوں انہیں ہر قسم کی قربانی اسکے لیئے کر دینی چاہیئے کہ لوگ مسلمان رہیں یا مسلمان بنیں۔ اسکے جواب مختلف رنگوں میں مختلف دیئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیا ہے۔ وہ بھی مان لیں۔ مگر میرے نزدیک یہ کوئی جواب نہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ میری ہتھیلی میں زیادہ روپیہ ہے۔ کیونکہ مجھے مکہ سے ملا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو ماننے کا کیا مطلب ہے؟

یہ کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے کچھ لائے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا لائے ہیں۔ ایک چٹھی رسان بہت شریف ہوتا ہے۔ اور دوسرا اس سے کم۔ تو کیا جو زیادہ شریف ہو۔ اس کی لائی ہوئی چٹھی زیادہ معزز ہوگی۔ اس سے جو کم شریف چٹھی رسان لائے۔ اور اسپر زیادہ فخر کیا جا سکتا ہے نہیں تو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذریعہ کسی چیز کا مل جانا شرف کی بات نہیں۔ جب تک کہ وہ جو کچھ کہ ملا۔ اعلیٰ نہ ہو۔ اور دوسروں کی نسبت بالا نہ ہو۔ شرف کا موجب تبھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ بالا ہو ؛

پھر شاید کوئی کہے۔ چونکہ ہم خدا کے لیئے نمازیں پڑھتے ہیں۔ اسلیئے اوروں کو بھی مسلمان ہو کر خدا کی عبادت کرنی چاہیئے۔ مگر یہ بھی درست نہیں کیونکہ دوسرے مذاہب والے بھی اپنے اپنے رنگ میں عبادتیں کرتے ہیں۔ اور ظاہری طور پر ان کی عبادتیں زیادہ مشکل اور مشقت طلب ہوتی ہیں۔ شاید کوئی کہے۔ ہم صدقہ دیتے ہیں۔ مگر یہ بھی جواب درست نہیں۔ اور مذاہب والے بھی بڑی بڑی خیراتیں کرتے ہیں ؛

شاید کوئی کہے۔ ہم

خدا کی کتاب پر ایمان

لاتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ کتاب پر ایمان لانا تو کوئی فضیلت کی بات نہیں۔ اور مذاہب کے لوگ بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے اپنے نزدیک خدا کی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ شاید کوئی کہے کہ وہ کتابیں تو منسوخ ہوگئی ہیں۔ بے شک وہ منسوخ ہوگئی ہیں۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ کیوں منسوخ ہوئیں۔ وہ بھی تو خدا کی طرف سے تھیں ؟

غرض پھر وہی سوال سامنے آئیگا کہ ہمیں دوسروں پر کیا شرف اور کیا فضیلت حاصل ہے۔ عقلمند کہا کرتے ہیں۔ اور سچی بات کہتے ہیں کہ

کیوں کیا اور کس کا سوال

یا تو انسان کو تھکا کر یا پاگل بنا کر بٹھا دیتا ہے۔ کوئی کہے۔ یہ تو کبھی ختم ہی نہیں ہوتا۔ مثلاً یہ کہ زمین کس نے پیدا کی۔ جواب دیا جائے خدا نے۔ پھر پوچھے خدا کو کس نے بنایا۔ تو اس کا کیا جواب ہوگا تو فلسفی کہتے ہیں۔ کہ کیوں اور کیا دھوکے کی طرف لیجانے والے سوال ہیں۔ مگر یہ درست نہیں۔ کہ ہر کیوں اور ہر کیا پاگل بنا دیتا ہے۔ اور غلطی کی طرف لے جاتا ہے۔ بلکہ وہ کیوں اور کیا ایسا کہتے ہیں۔ جو انسان کے

دائرہ عقل

سے بالا ہوتے ہیں۔ ورنہ ان کا جواب دینا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی پوچھے۔ کھیت میں کیوں پانی ہے۔ ایک بچہ یہ سوال کرتا ہے۔ اس کا جواب اسے دینا چاہیئے۔ کیونکہ بچہ کو یہ کہنا کہ "کیوں" نہ کہو۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ بچہ جاہل رہے۔ کھیت میں پانی ہونے کے دو جواب ہوسکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ کنوئیں یا نہر سے پانی ڈالا گیا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ بارش کا پانی ہے۔ اسپر اگر بچہ یہ سوال کرے کہ نہر کیوں چلائی گئی۔ یا یہ کہ پانی کیوں ڈالا گیا ہے۔ تو اس کا جواب نہ دینے پر بھی بچہ جاہل رہے گا۔ اس کا جواب یہ ہوگا کہ اگر پانی نہ دیتے۔ تو غلہ نہ پیدا ہوتا۔ اسپر اگر بچہ یہ سوال کرے۔ کہ غلہ کیوں پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کا یہ جواب نہ دینے پر کہ غلہ سے انسان خوراک کھا کر زندہ رہتے ہیں۔ تو اس بات سے بچہ جاہل رہیگا۔ یعنی بچہ کو یہ بات بتانی پڑیگی۔ پھر بچہ کہہ سکتا ہے۔ کیا ضرورت ہے۔ انسان کے زندہ رہنے کی۔ اس کا جواب بچہ کے لئے سمجھنا مشکل ہے۔ کیونکہ یہ جواب یا تو فلسفیانہ ہوگا یا مذہبی۔ اس کا جواب بچہ کو یہی دیا جاسکتا ہے کہ جب تمہیں چپیڑ پڑتی ہے۔ تو کیوں روتے ہو۔ اسی طرح ہر شخص نہیں چاہتا کہ بھوکے رہنے کی تکلیف اٹھائے۔ اور اسپر موت آئے۔ لیکن بڑے آدمی کو یہ جواب نہیں دے سکتے اس کو علمی طور پر جواب دیا جائیگا۔ اور بتایا جائیگا کہ

انسان کی پیدائش کی غرض

کیا ہے۔ اسکی زندگی سے چونکہ اگلے جہان کی ترقیاں وابستہ ہوتی ہیں۔ اسلئے خدا نے ہر ایک انسان میں یہ خواہش پیدا کی ہے کہ زندہ رہکر اگلے جہان کے لئے کچھ کمالے۔ تو بڑے اور سمجھدار آدمی کو اس رنگ میں سمجھائینگے۔ مگر بچہ کو جو جواب دیا جائیگا وہ حقیقی جواب نہیں ہوگا۔ بلکہ ٹلانے والا ہوگا۔ لیکن بڑے آدمی کے سوال کا بھی دائرہ ایک حد پر جاکر ختم ہو جاتا ہے۔ مثلاً کہے کہ خدا نے یہ خواہش انسان میں کیوں رکھی ہے۔ ہم کہینگے۔ خدا تعالیٰ کی صفات اسکی مقتضی ہیں۔ پھر اگر کہے۔ خدا کی صفات کیوں مقتضی ہیں۔ تو ہم کہینگے۔ یہ ایسی ہستی کے متعلق سوال ہے۔ کہ جس کی کنہ کو پانا ہمارا کام نہیں صوفیا تو اس سے بھی آگے جائینگے۔ مگر

عام انسانوں کا دائرہ سوال

اس جگہ ختم ہو جائیگا۔ اور ہم اسے کہینگے۔ یہ خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق سوال ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی ذات کا احاطہ کرنا انسانی طاقت میں نہیں ہے۔ ایسے شائستہ ہونگے۔ اور سمجھ جائینگے کہ جب تم دنیا کی چیزوں کی کنہ نہیں پا سکتے۔ تو

خدا تعالیٰ کی کنہ

کس طرح پاسکتے ہو۔ اور اس کی ذات کا کس طرح احاطہ کر سکتے ہو۔ غرض ایک مقام پر اس سلسلہ سوال کو روکنا پڑیگا اسمیں شبہ نہیں کہ ایک حد تک کیوں چلیگا۔ اور اس کا جواب دینا ضروری ہوگا۔ اگر بالکل روک دیا جائیگا تو لوگ جاہل رہ جائینگے۔ علم النفس والے یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ بچہ اتنا کیوں اور کس طرح اور کیا۔ کیوں کہتا ہے۔ اور جتنا بچہ اس لفظ کا استعمال کرتا ہے۔ اتنا بڑا آدمی نہیں کرتا اس کا وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہر اجنبی چیز کی طرف انسان متوجہ ہوتا ہے۔ اور اسکی حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہے۔ بڑوں کیلئے چونکہ اتنی چیزیں اجنبی نہیں ہوتیں جتنی بچوں کے لئے ہوتی ہیں۔ اسلئے بچوں کو کیوں اور کیا کے ذریعہ دریافت کرنی پڑتی ہیں۔ ایک مذہبی آدمی اس کا یہ جواب دیگا۔ کہ یہ حس بچے میں خدا تعالیٰ نے اس لئے رکھی ہے کہ وہ ترقی کرے۔ اگر بچپن میں بچہ اس طرح سوال نہ کرتا۔ تو بڑا ہو کر علوم میں ترقی نہ کرسکتا۔

غرض کیوں۔ کیا۔ کدھر۔ کس طرف۔ کیسا وغیرہ ویسے سوال ہیں۔ جو

انسانی فطرت

میں رکھے گئے۔ اور ان کا زور بچپن میں زیادہ ہوتا ہے۔ یا پھر علم سیکھنے کے وقت اور یہ سوال انسانی ترقی کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ پس یہ کہنا کہ کیوں کیوں کہتے ہو یہ درست نہیں ہے۔ بیشک کسی حد تک کیوں بھی ناجائز ہو جاتا ہے۔ مگر ایک حد تک اس کا چلانا ضروری ہے۔

پس سوال یہ ہے کہ ہم کیوں مسلمان بنیں میرے نزدیک اس کا کوئی

اجمالی جواب

دینا سوائے ایک جواب کے ممکن ہی نہیں۔ اور وہ جواب یہ ہے۔ ہم مسلم اسلئے دوسروں سے بہتر ہیں کہ ہم مسلم ہیں۔ اس سوال کے جواب میں لمبی تقریر کر سکتے ہیں کہ اسلام میں یہ خوبی ہے اور یہ فضیلت ہے لیکن مختصر اور صحیح جواب یہی ہے کہ ہم دوسرے مذاہب کے لوگوں سے اسلئے بہتر ہیں کہ ہم مسلم ہیں۔ اور دوسرے مسلم نہیں ہیں۔ اسکے متعلق کوئی کہہ سکتا ہے کہ مسلم تو اپنا نام رکھ لیا گیا ہے اور کیا صرف اپنا کوئی نام رکھ لینے سے انسان دوسروں سے اچھا ہو سکتا ہے۔ ہم کہینگے۔ ہمنے صرف اپنا نام مسلم نہیں رکھا بلکہ جب ہم اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے سارے حکموں کو مانتے ہیں۔ اور دوسرے مذاہب والے سارے حکموں کو نہیں مانتے۔ بیشک ایک غیر مسلم کہہ سکتا ہے کہ تم میں بھی خدا کے حکموں کو نہ ماننے والے موجود ہیں۔ ہم کہینگے بیشک ان مسلمان کہلانیوالے بھی ایسے ہیں۔ لیکن اگر کوئی خدا تعالیٰ کے سب حکموں کو مان سکتا ہے تو مسلم ہی مان سکتا ہے۔ اور مسلم کیلئے ہی امکان ہے کہ مانے۔ مگر تمہارے متعلق امکان بھی نہیں۔ اسکی مثال ایسی ہی ہے کہ دو مسافر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسے سفر پر جا رہے ہوں۔ جہاں پانی نہ ملتا ہو۔ ان میں سے ایک کے پاس پانی ہے۔ اور دوسرے کے پاس نہیں۔ جس کے پاس ہے۔ وہ دوسرے سے کہے تم نے غلطی کی۔ کہ پانی ساتھ نہیں لائے۔ وہ کہے اگر میں نہیں لایا۔ تو تم بھی تو نہیں پی رہے۔ اس پر وہ کہہ سکتا ہے۔ میرے پاس تو پانی موجود ہے۔ جب ضرورت ہوگی پی لونگا۔ مگر تم نہیں پی سکو گے۔ تو غیر مسلم کی اگر نیت بھی ہو۔ کہ خدا کے سارے حکموں کو مانے۔ تو غیر مسلم رہ کر خدا تعالےٰ کا پورا پورا فرمانبردار نہیں بن سکتا۔ اور جو مسلم ہے۔ وہ گو کہتا ہے۔ کہ میں مسلم ہوں اور بعض دفعہ نہیں ہوتا۔ مگر مسلم ہو سکتا ہے اسلئے

ایک مسلم اور غیر مسلم میں یہ فرق ہے

پس مسلم کی یہ تعریف ہے۔ کہ اپنے رب کا پورا پورا فرمانبردار اور مسلم کے سوا کسی اور کے لئے ممکن ہی نہیں۔ کہ ایسا ہو کیونکہ تمام احکام کامل طور پر کسی مذہب میں ہیں ہی نہیں اور جب کامل احکام ہی نہیں ہیں۔ تو خواہ کوئی کتنی محنت اور کتنی کوشش کرے۔ خدا تعالےٰ کا فرمانبردار بننے میں ایک مسلم کے برابر نہیں ہو سکتا۔

اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے ایک شخص کے گھر میں گھوڑا ہو۔ اور دوسرے کے ہاں نہ ہو۔ یوں چلنے پھرنے میں تو دونوں برابر ہوں گے۔ مگر گھوڑے والے کو جب ضرورت ہوگی۔ تو وہ گھوڑا لیکر چل سکتا ہے۔ مگر دوسرا اس کے برابر نہیں چل سکتا جب تک کسی سے گھوڑا مانگے نہیں۔ اسی طرح ایک غیر مسلم خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کے رستہ پر مسلم کے برابر نہیں چل سکتا۔ جب تک مسلمان سے چلنے کا سامان مانگے نہیں۔ اور جب مانگیگا۔ تو مسلمان ہو گا۔ یہ فرق ہے غیر مسلم میں اور مسلم میں۔

مگر یہ تو غیر کے سوال کا جواب ہے۔ تمہارے اپنے متعلق یہ سوال ہے۔ کہ

کیا تم مسلم ہو یا نہیں

گو یا جب تم دوسروں سے اس لئے لڑتے ہو۔ کہ ہم مسلم ہیں یا احمدی ہیں دلائل کے ساتھ لڑنا چاہئیے۔ اور لوگوں کو بتانا چاہئیے کہ اسلام سب سے اعلیٰ مذہب ہے۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور پیدا ہونا چاہئیے۔ کہ کیا واقع میں تم مسلم ہو۔ اگر مسلم نہیں ہو تو گو مانا کہ ہم مسلم ہیں۔ اس لئے دوسروں سے افضل ہیں۔ مگر نفس کہیگا۔ کہ یہ سوال غلط طریق سے اٹھایا گیا ہے۔ یہ اس طرح نہیں کہنا چاہئیے تھا۔ کہ ہم چونکہ مسلم ہیں۔ اس لئے دوسروں سے افضل ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہئیے تھا۔ کہ

اگر ہم مسلم ہیں تو دوسروں سے افضل ہیں

کیونکہ مسلم کہنا صرف دعوےٰ ہے۔ اور جب تک اس کا کوئی ثبوت نہ ہو۔ اس وقت تک کوئی کس طرح افضل ہو سکتا ہے۔ لوگ جانتے ہیں۔ کہ طبیب علاج کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ مگر کیا ہر شخص جو اپنے آپ کو طبیب کہے۔ اسے طبیب مان لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں۔

ایک طبیب

جب قبرستان میں سے گذرتا۔ تو اپنا منہ ڈھانک لیتا۔ کسی نے کہا لوگ تو زندوں سے شرم کرتے ہیں۔ اور آپ مردوں سے کرتے ہیں۔ کہنے لگا میں مردوں سے اس لئے شرم کرتا ہوں۔ کہ زندوں کو تو مجھ سے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ مگر مردوں کو پہنچا ہے۔ یہ سب جو دفن شدہ ہیں۔ میرے ہی علاج کا نتیجہ ہیں۔ تو کسی کے اپنے آپ کو طبیب کہنے سے وہ طبیب نہیں ہو جاتا بلکہ ایسا شخص جو طب نہ جانتا ہو اور اپنے آپ کو طبیب کہے۔ وہ

دھوکہ باز

ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کہتا ہے۔ کہ ہم مسلم ہیں اس لئے دوسروں سے افضل ہیں۔ مگر وہ فی الواقعہ مسلم نہیں۔ تو اس سے زیادہ دھوکہ باز کون ہو سکتا ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی کہے میں چونکہ اپنے آپ کو طبیب کہتا ہوں اس لئے مجھ سے علاج کرانا چاہئیے یا کوئی کہے میں چونکہ اپنے آپ کو بادشاہ کہتا ہوں۔ اس لئے سب لوگوں کو میری رعایا بن جانا چاہئیے۔ یا کوئی کہے۔ چونکہ میں کہتا ہوں فلاں جائداد مجھے پسند ہے۔ اس لئے مجھے دے دینی چاہئیے ایسے شخص کو لوگ پاگل کہینگے۔ یا عقلمند۔ اپنے کہنے سے تو کوئی کچھ نہیں بن جاتا۔ اسی طرح ہم کہنے سے مسلم نہیں بن سکتے۔ اور اس وقت تک نہیں بن سکتے۔ جب تک مسلم نہیں۔ پس ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم غیر مذاہب کے لوگوں سے اس لئے افضل ہیں۔ کہ ہم مسلم ہیں۔ بلکہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہم مسلم ہیں۔ تو غیر مسلموں سے افضل ہیں۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ

کیا ہم مسلم ہیں

اس سوال کے جواب پر ہماری تمام زندگی کی راحت اور آرام کامیابی۔ اور کامرانی کا انحصار ہے۔ اگر نفس کہتا ہے۔ ہاں تم مسلم ہو۔ اگر عقل تمہیں کہتی ہے ہاں تم مسلم ہو۔ اگر تمہارے اعمال کہتے ہیں کہ بیشک تم مسلم ہو۔ تو ہم سے زیادہ خوش قسمت اور اطمینان کی حالت اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر نفس کہتا ہے کہ خاموش یہ تذکرہ ہی نہ چھیڑو۔ اگر اس سوال پر تمہارے اندر گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور تمہارا دل لرزنے لگ جاتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ تھیٹر کے ایکٹر کو جس طرح بادشاہ بناتے ہیں۔ اور وہ ایک لمحہ کے لئے خوش ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ گھر تو کھانے کو بھی کچھ نہیں۔ یہ تماشا کر کے کچھ ملیگا۔ تو کھائینگے۔ یہی حالت تمہاری ہے۔ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو یاد رکھو ہم سے زیادہ بد قسمت دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ دوسرا تو کوشش کر کے پہنچنا چاہتا ہے۔ اور پہنچنے کا صحیح رستہ تلاش کرنے میں لگا ہوا ہے۔ مگر ہم مطمئن ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ اور اگر کوشش کریں۔ تو دوسرے کہینگے۔ تم میں اور ہم میں کوئی فرق نہ رہا۔ جیسی تمہاری حالت ہے۔ ویسی ہی ہماری ہے۔

تو یہ سوال ہے جس کو حل کرنا

ہر مسلمان کا فرض

ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ بہت سے لوگ ہیں۔ جن کے دل میں یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ پھر بہت سے لوگ ہیں۔ کہ اگر ان کو پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کے حل کرنے کی کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں کرتے۔ اور انہیں پتہ ہی نہیں۔ کہ مسلم کیا ہوتا ہے۔ اگر وہ عمل کرنے کی کوشش کریں۔ تب انہیں پتہ لگے۔ کہ

مسلم کیا ہوتا ہے۔

دیکھو اگر کوئی شخص مولوی کہلاتا ہے۔ مگر اسے پتہ نہیں کہ مولوی کیا ہوتا ہے۔ تو لوگوں کے کہنے پر خوش ہوتا رہیگا۔ لیکن اگر اسے پتہ ہو۔ کہ مولوی اسے کہتے ہیں جو قرآن اور حدیث سے واقف ہو۔ تو کسی کے مولوی کہنے پر اسے شرم آئیگی۔ اور اس کے نفس میں سوال پیدا ہوگا۔ کہ مجھے ایسی واقفیت پیدا کرنی چاہئیے۔ کہ میں مولوی کہلا سکوں۔ اگر یہ سوال پیدا ہو۔ کہ مسلم کیا ہوتا ہے۔ تو پھر اس کے حل کرنے کی طرف توجہ بھی پیدا ہو سکیگی۔ لیکن افسوس ہے کہ بہت سے لوگوں کو یہ توجہ نہیں پیدا ہوتی۔ اور اگر پیدا ہوتی ہے تو حل نہیں کرتے۔ اور اگر حل کرنا چاہتے ہیں۔ تو بہت لوگ حل نہیں کر سکتے۔ اور جب حل نہیں کر سکتے۔ تو ان میں یہ جرأت نہیں ہوتی۔ کہ دوسروں سے پوچھیں اور اگر دوسروں سے پوچھنے کی جرأت کر بھی لیتے ہیں۔ اور حل کر بھی لیتے ہیں۔ تو ان میں یہ جرأت نہیں ہوتی۔ کہ حل شدہ امر کے مطابق عمل کریں۔ ان کی ایسی ہی حالت ہوتی ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ بدصورت انسان آئینہ نہیں دیکھتا خوبصورت تو بار بار دیکھتے رہتے ہیں۔ کہ اگر کہیں کوئی داغ یا دھبہ لگ گیا ہو۔ تو صاف کردیں۔ لیکن بدصورت سمجھتا ہے۔ داغ اور دھبہ کا لگا رہنا اچھا ہے۔ بہ نسبت اس تکلیف اور صدمہ کے جو مجھے اپنی بدصورتی دیکھنے سے ہوگا۔ اسی طرح جن لوگوں کا

نفس بدصورت

ہوتا ہے۔ وہ اس کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اور جن کا خوبصورت ہوتا ہے وہ مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو اپنے نفس کی بدصورتی کی وجہ سے اس کا مطالعہ نہیں کرتے وہ بتائیں کیا اگر پاخانہ کو ڈھانپ دیا جائے۔ تو گند دور ہو جاتا ہے۔ یا کبوتر اپنی آنکھیں بند کر لینے کی وجہ سے بلی کے حملے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ نہ گند دور ہوتا ہے۔ نہ کبوتر محفوظ ہو سکتا ہے۔ وہ دھوکہ میں ہوتا ہے۔ اور بلی اسے کھا جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی پاخانہ پر راکھ ڈالکر سمجھتا ہے۔ کہ صاف ہو گیا۔ تو وہ بھی دھوکہ میں ہے۔ اور اس طرح اس کے گھر کے لوگ بیمار ہو جائینگے۔ یا نجاست کپڑوں سے لگ کر انہیں خراب کردے گی۔ اور عبادت خراب ہوگی تو یہ جو سوال ہے۔ کہ کیا ہم مسلم ہیں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ مگر افسوس بہت سے لوگ اسے حل نہیں کرتے۔ یا حل نہیں کرنا چاہتے۔ یا کر نہیں سکتے۔ میں بہت لوگوں کو دیکھتا ہوں۔ دین کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ اور ایسی قربانیاں کرتے ہیں۔ جو

قابل رشک

ہوتی ہے۔ بہت ہیں۔ جو دین کیلئے تکالیف اٹھاتے ہیں۔ اور اس قدر اٹھاتے ہیں۔ کہ ان کیلئے دل کڑھتا ہے۔ کہ کس طرح ان کی مدد کی جائے۔ بہت ہیں۔ جو دین کے لئے محنتیں کرتے ہیں۔ اور پھر ان کی محنتوں کو دیکھکر ان پر رشک آتا ہے۔ مگر یہی لوگ بعض اوقات ذرا سے نفسانیت کے جوش میں آکر ساری خوشی اور راحت کو برباد کر دیتے ہیں۔ اور ان کی وہی حالت ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ایک شاعر نے بیان کی ہے

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اور یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جسے خوبصورت سمجھا گیا تھا۔ وہ

اندر سے نہایت ہی بدصورت

ثابت ہوا۔ اور وہ جسے باہر عطر لگا ہوا تھا۔ اس کے اندر سے نجاست نکل رہی ہے۔ جیسے کسی شخص نے بہت اعلیٰ درجہ کا لباس سلا کر اس لئے رکھا ہو۔ کہ عید یا شادی کے موقع پر پہنونگا۔ لیکن جب وہ پہننے کے لئے نکالے۔ تو معلوم ہو کہ جو ہے نے کتر ڈالا ہے بعینہ یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔ جب معلوم ہوتا ہے ایک مخلص دین کے لئے قربانی کرنے والا اسلام کے لئے اپنی جان کو ہلکان کرنے والا۔ جو ہمارے لئے

راحت اور مسرت کا موجب

ہوتا ہے۔ ذرا سی بات میں بھول جاتا ہے۔ کہ میں مسلم ہوں اور مجھے خدا تعالےٰ کے تمام احکام کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ نہ کہ اس اور اس حکم میں پڑنا چاہیئے۔ اس اور اس حکم میں تو ہندو۔ عیسائی بدھ اور سکھ وغیرہ بھی خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ پھر مجھ میں اور ان میں فرق ہی کیا رہا۔ فرق تو یہی ہے کہ مسلم سب احکام میں فرمانبرداری کرتا ہے۔ اور وہ اس اور اس میں پڑے ہوتے ہیں۔ ایک مسلم اور ہندو میں ایک مسلم اور عیسائی میں ایک مسلم اور یہودی میں کیا فرق ہے۔ یہی کہ وہ کہتے ہیں۔ ہم یہ مانینگے۔ وہ نہیں مانیں گے۔ مگر مسلم یہ اور وہ سب کو چھوڑ کر یہ کہتا ہے۔ کہ

میں سب کچھ مانوں گا

اگر یہی فرق مسلم اور غیر مسلم میں ہے۔ اگر یہی معیار مسلمان اور غیر مسلمان میں ہے۔ تو پھر اگر کوئی شخص ہزار بات مانتا ہے۔ مگر ایک نہیں مانتا تو اپنے ہاتھ سے اپنے

اسلام پر چھری

پھیرتا ہے۔ کیونکہ اسلام یہ نہیں کہتا کہ ۱۰۰ میں سے ۹۹ احکام مانو۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ ہزار میں سے ۹۹۹ مانو۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ لاکھ میں سے ۹۹۹۹۹ احکام مانو اور اسلام یہ بھی نہیں کہتا کہ کروڑ میں سے ۹۹۹۹۹۹۹ مانو بلکہ اسلام تو یہ کہتا ہے۔ کہ

ہر ایک بات مانو

اور اسلام اسی کا نام ہے۔ کہ مسلمان کہلانے والا ہر ایک بات کو مانے۔ سوائے اس کے جو نفس کی کمزوری کی وجہ سے رہ جائے۔ یعنی اگر کوئی چلتا چلتا گر جاتا اور اس طرح رہ جاتا ہے۔ تو اور بات ہے۔ لیکن اگر کوئی کہتا ہے کہ میرا نفس فلاں بات ماننے کیلئے تیار نہیں تو وہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔ نفس کی کمزوری کی وجہ سے کسی حکم کی تعمیل نہ کر سکنے والا مسلم کہلا سکتا ہے۔ مگر ظاہری اطاعت سے انکار کرنے والا اسلام سے باہر نکل جاتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ نماز کا تارک کافر نہیں ہوتا۔ مگر نماز کا منکر کافر ہو جاتا ہے۔

میں نے آپ لوگوں کو بارہا توجہ دلائی ہے۔ کہ اپنے نفسوں کی اصلاح کرو۔ اور اگلی نسلوں کیلئے اپنا

اعلیٰ نمونہ اور اسوہ حسنہ

پیش کرو۔ اور ایسا نمونہ نہ چھوڑو کہ جو ان کیلئے ٹھوکر کا باعث ہو۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

اگر پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھی جاتے۔ تو دیوار اوپر تک ٹیڑھی جائیگی۔ اگر آج تم پورا اور کامل نمونہ فرمانبرداری کا نہیں پیش کروگے۔ تو آئندہ آنے والوں کی حالت اور بھی خراب ہوگی۔ اور اس طرح وہ ساری کوششیں باطل ہو جائینگی۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے لوگوں کی اصلاح کے لئے کی ہیں۔

پس اے دوستو! اور اے عزیزو

میری نصیحت

ہے۔ کہ جب مسلم اور غیر مسلم میں یہی فرق ہے۔ کہ مسلم کامل فرمانبردار ہوتا ہے۔ تو اپنے آپ کو اس کے مطابق مسلم بنا کر دکھاؤ۔ اور

اپنے نفس کو مارو

ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ "میں" اڑ جائے۔ اور تم مشین کے پرزوں کی طرح کام کرو۔ مگر میں کارکنوں کو بھی دیکھتا ہوں۔ کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑتے اور ان باتوں کو دین میں روک بنا دیتے ہیں۔ میں تو اپنے نفس کی حالت کو دیکھکر سمجھتا ہوں۔ کہ میں تو

بادشاہ کی اطاعت

کے لئے بھی تیار نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا حکم نہ ہو اور خدا تعالےٰ کے لئے

ایک چوہڑے کی اطاعت

کرنا بھی میرے لئے ذرا بوجھل نہیں۔ آج اگر ہمارے دو آدمیوں میں کسی بات پر اختلاف پیدا ہو۔ تو وہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب سے پیدا ہو گیا تھا کیونکہ اس وقت مسائل میں اختلاف شروع ہو گیا تھا۔ مگر مجھے اس زمانہ کا ایک واقعہ یاد ہے۔ میں مدرسہ احمدیہ کا افسر تھا۔ اور مولوی محمد علی صاحب صدر انجمن کے سکرٹری تھے۔ ایک ایسی بات پیش آگئی۔ جو ان کے اختیارات سے باہر تھی۔ اور میرے لئے ہتک کا موجب تھی۔ یعنی مدرسہ کے ایک ملازم کو براہ راست انہوں نے کچھ لکھا۔ اور اسے کہیں بھیجدیا۔ حضرت خلیفہ اول کو اس کے متعلق شکایت ہوئی۔ اس کے کام میں خرابی پیدا ہو گئی۔ آپ نے مجھ سے پوچھا۔ میں نے مولوی محمد علی صاحب کو لکھا۔ کہ آپ کو میری توسط سے اس کے متعلق کارروائی کرنی چاہئیے تھی۔ تاکہ میں اس کی بجائے پڑھائی کا کوئی اور انتظام کر دیتا۔ اس پر انہیں برا معلوم ہوا۔ کیونکہ وہ خود مختاری کے عادی تھے۔ اور اپنی رائے کے خلاف کسی کی بات نہ سن سکتے تھے۔ انہوں نے مجھے لکھا۔ آپ کا یہ طریق غلط ہے۔ انہوں نے ناصحانہ رنگ میں لکھا۔ گو انہیں اس کا حق نہ تھا۔ مجھے انجمن نے سکرٹری مقرر کیا ہے۔ آپ کو میری اطاعت کرنی چاہئیے۔ اس پر میں نے انہیں یہی جواب دیا۔ کہ قانون نے آپ کو جو اختیار دیا ہے۔ اس کے ماتحت میں آپ کا

ادنےٰ سے ادنےٰ

حکم بھی ماننے کے لئے تیار ہوں۔ مگر اس بارے میں سوال یہی ہے۔ کہ یہ کارروائی آپ کی قانون کے ماتحت نہیں ہے۔ انجمن کی فرمانبرداری کا تو میں کبھی قائل نہیں تھا۔ مگر خلیفہ وقت نے جو انتظام کیا ہے۔ اس کو ہر حالت میں ماننے کے لئے طیار تھا۔ چنانچہ میں نے لکھا۔ اپنے اختیارات کے ماتحت آپ جو بھی حکم دیں۔ میں اسے ماننے کے لئے تیار ہوں۔ اور باوجود اختلاف کے میں ان کی باتوں کو مانتا رہا۔

تو ہر ایک حکم کی اطاعت کرنی چاہئیے۔ نہ کہ جو دل چاہے۔ مان لیا۔ اور جو نہ چاہے۔ اسے نہ مانا۔ کئی لوگ کہدیتے ہیں۔ کہ اگر خلیفہ یہ بات کہے۔ تو مان لینگے۔ مگر

خلیفہ کی کیا حیثیت ہے

تم میں سے علم۔ عقل۔ دولت۔ سمجھ اور فراست کے لحاظ سے خلیفہ سے بڑھکر ہیں۔ پھر تم کیوں اس کی اطاعت کرتے ہو۔ اسی لئے کہ خدا نے اسے مقرر کیا ہے۔ اور تم خدا کے لئے اطاعت کرتے ہو۔ پس جب تم خدا کے لئے اطاعت کرتے ہو۔ تو ہر اس شخص کی کرو۔ جو خدا کے لئے کام کرتا ہے۔ اور اپنے نفس کو بالکل مٹا دو۔ آپ لوگ اگر میرے کسی ہنر اور فن کی وجہ سے میری اطاعت کرتے ہیں۔ تو میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اور میں سچے طور پر کہتا ہوں۔ کہ مجھے اپنے میں کوئی ایسا فن نظر نہیں آتا۔ جس کی وجہ سے لوگ میری اطاعت کریں۔ اور ایسی کوئی چیز نہیں نظر آتی۔ کہ اس جبہ کو اتار کر جو خلافت کا جبہ ہے۔ اس چیز کے لئے کوئی ایک بھی میری اطاعت کرے۔ میری اطاعت محض اس لئے کی جاتی ہے۔ کہ خدا نے مجھے اس مقام پر کھڑا کیا ہے۔ اور آپ لوگ خدا کے لئے میری اطاعت کرتے ہیں۔ پس جب تم خدا تعالےٰ کے ایسے فرمانبردار ہو۔ تو جو بھی خدا کے لئے کسی کام پر کھڑا ہوتا ہے۔ اس کی اطاعت کرو۔ اور خوب یاد رکھو۔ کہ کامل اطاعت کے بغیر کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ پس تم اپنے نفسوں کو بھول جاؤ۔ اور

اطاعت مجسم بن جاؤ

تمہاری یہ حالت ہو۔ کہ ایک وقت اگر کوئی گالیاں بھی دیتا ہے۔ حتیٰ کہ جوتیاں بھی مارتا ہے۔ مگر پھر اسلام کے لئے بلاتا ہے۔ اور غلاموں سے بدتر سلوک کرتا ہے تو سب کچھ برداشت کرو۔ اور اطاعت سے منہ نہ موڑو اگر تم ایسا نہیں کرتے۔ تو تم اسلام میں نہیں ہو۔

جب

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ میں جنگ

ہوئی۔ تو ایک عیسائی بادشاہ نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر حضرت علیؓ پر حملہ کرنا چاہا۔ اس کی خبر جب حضرت معاویہ کو ہوئی۔ تو انہوں نے عیسائی بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر تم نے حملہ کیا تو سب سے پہلا جرنیل جو علی کی طرف سے تمہارے مقابلہ پر آئیگا۔ وہ معاویہ ہوگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عیسائی ڈر گیا۔ اگر حضرت علیؓ اور معاویہ اتنی جنگ کے باوجود متفق ہو سکتے ہیں۔ تو تم میں کونسے ایسے لوگ ہیں۔ جن میں اتنا بڑا جھگڑا ہے۔ تم میں کونسے دو کے درمیان اتنے حقوق کا جھگڑا ہے۔ جتنے حقوق کا ان کے درمیان جھگڑا تھا۔ تم میں سے کونسے دو ایسے ہیں۔ جن کے درمیان خون کی ایسی نہریں جاری ہیں۔ جیسی ان کے درمیان تھیں۔ ان کے درمیان تو پیاروں کے خون اور ان کی ہڈیاں کھڑی کہہ رہی تھیں کہ نہ ملنا۔ مگر جب خدا کا سوال پیدا ہوا تو علی اور معاویہؓ میں کوئی اختلاف نہ رہا۔

اگر لوگ اس بات کو سمجھ لیں۔ کہ دین کے معاملات میں آپس کے ہر قسم کے اختلافات کو دور کر دینا چاہئیے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو اول تو اختلاف پیدا ہی نہ ہوں۔ اور اگر پیدا بھی ہوں۔ تو ایسے ہوں۔ جنہیں دین کے معاملہ میں چھپا سکیں۔ ہر اختلاف جو پیدا ہوتا ہے۔ اس کی دو حقیقتیں ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ حکومت کی طرف رجوع کیا جائے دوسرے یہ کہ نہ کیا جائے۔ اور اگر کوئی رجوع نہیں کرتا تو گویا معاف کر دیتا ہے۔ اور معافی کے بعد اس کا ذکر نہیں ہونا چاہیئے۔ لوگوں کو لوگوں سے تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ اور اعلیٰ درجہ کے لوگ بھی غلطیاں کرتے ہیں۔ مگر جب خدا تعالیٰ کے لئے سوال ہو۔ تو متفق ہو جانا چاہیئے۔ یہی وہ چیز ہے۔ جو مسلم کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جس سے تم مسلم بن سکتے ہو۔ اور جب خود مسلم بن جاؤ۔ تبھی تمہارا حق ہے کہ دوسروں کو اسلام میں لاؤ۔

خدا تعالیٰ تم لوگوں کو سمجھ دے۔ اور حقیقی مسلم بننے کی توفیق بخشے۔

فرخ میں برہمنوں کی پنچایت

مرتدین کو کوئی ہندو اپنے ساتھ ملانے کیلئے تیار نہیں

تھوڑا عرصہ ہوا۔ ہندو ٹھاکروں کی پنچایت جو فرخ ضلع متھرا میں منعقد ہوئی تھی اس کے فیصلہ نے آریوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا کر شدھی کا جوش ٹھنڈا کر دیا تھا۔ یہ پنچایت تحریک شدھی پر ایک خاص ضرب تھی جس کو آریوں نے بھی محسوس کیا۔ مگر وہ پہلی ضرب اتنی نہ تھی جتنی یہ دوسری ضرب ہے۔ جو تحریک شدھی پر ہندو برہمنوں نے لگائی ہے۔ اسی موضع فرخ میں ۱۵ جولائی کو بوقت تین بجے برہمنوں کی ایک پنچایت ہوئی جس میں آریہ بکثرت موجود تھے۔ جو آگرہ اور متھرا وغیرہ کی طرف سے آئے تھے۔ ان میں سے دو تین آریوں نے تقریریں بھی کیں۔ جن میں سے ایک کا نام رام گوپال شرما ہے۔ انہوں نے بڑے زور سے سناتن دھرم کو پیش کر کے شدھی کی تائید میں تقریریں کیں۔ اور ایک آریہ نے کھڑے ہو کر سناتن دھرم کی جے کے نعرے لگوانے شروع کئے۔ اور جلسہ برخاست ہونے کیلئے حکم دیدیا جس سے فوراً گڑبڑ مچ گئی۔ لوگ منتشر ہونے لگ گئے مگر برہمنوں نے بڑے زور سے کہا کہ یہ ہماری پنچایت ہے۔ اس میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ ہم بھی اپنی پنچایت کرینگے۔ اس پر ایک موضع جس کا نام برہمنوں کا نگلہ ہے۔ اور جو فرخ کے ساتھ ہی ہے۔ پنچایت کی اسی وقت حاضر برہمنوں کی تعداد ۲۰۰ کے قریب تھی۔ اس میں یہ فیصلہ قرار پایا کہ شدھی والوں سے کھان پان نہ کیا جائے۔ اور نہ ان سے جو شدھی والوں سے مل گئے ہیں۔ بلکہ ہر ایک طرح سے ان کے ساتھ قطع تعلق کیا جائے۔ اس پنچایت میں مختلف جگہ کے برہمن جمع تھے۔ اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ہندو لوگ مرتدین کو قبول کرنے کے لئے بالکل تیار نہیں۔

خاکسار چوہدری عبداللہ خاں بھٹی۔ بی۔ اے علیگ بی ٹی

نائب امیر احمدی وفد المجاہدین قادیان آگرہ

بجٹ کی مدات

جماعتوں کے ذمہ جو بجٹ مقرر کیا گیا ہے۔ یا آئندہ کیا جاویگا۔ اس میں مندرجہ ذیل مدات کا بجٹ شامل ہوتا ہے۔ بعض جماعتوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ کہ مقررہ بجٹ (جس کے پورا کرنے کے واسطے بار بار اخبار اور علیحدہ خطوط کے ذریعہ زور دیا جا رہا ہے۔) صرف چندہ عام کا ہے۔ حالانکہ مقررہ بجٹ صرف چندہ عام کا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ مندرجہ ذیل مدات کا موصول شدہ روپیہ بجٹ میں محسوب ہوتا ہے۔ سوائے ایسی مد کے چندہ کے جس کی تحریک بجٹ کی اشاعت کے بعد کی گئی ہو۔ لیکن ایسی مد کا چندہ بھی کھاتہ جماعت میں درج کیا جاتا ہے۔ مگر بجٹ میں مجرا نہیں ہوگا۔ وہ مدات جن کا روپیہ بجٹ مقررہ میں شامل ہوتا ہے۔ یہ ہیں چندہ عام[۱]۔ اشاعت اسلام[۲]۔ دیگر ممالک[۳]۔ چندہ مستورات[۴]۔ وصایا[۵]۔ حصہ آمد[۶]۔ کیش۔ کھالیں۔ تحریک فنڈ[۷]۔ زکوٰۃ[۸]۔ فطرانہ[۹]۔ (اس مد کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا منشاء ہے کہ مقامی غرباء میں تقسیم کرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اگر کوئی جماعت اپنی منشاء سے ارسال کرے تو یہ روپیہ بھی بجٹ میں شامل ہوتا ہے۔) وظائف تعلیمی[۱۰]۔ جلسہ سالانہ[۱۱]۔ مہمانخانہ[۱۲]۔ چندہ تعمیر[۱۳]۔ چندہ خاص[۱۴]۔ چندہ تعلیم[۱۵]۔ چندہ لنگر[۱۶]۔ مساجد[۱۷]۔ ملکانہ فنڈ[۱۸]۔ (اس فنڈ کا روپیہ آئندہ سال سے بجٹ میں شمار ہوگا۔ اور اس سال بجٹ بناتے وقت اس مد کا بھی خیال رکھا جاویگا۔)

ان بیس مدات کا چندہ بجٹ مقررہ میں محسوب ہوگا۔ اور ان ہی مدات کو مد نظر رکھکر بجٹ طیار کیا گیا ہے اور کیا جاوے گا۔

اس کے بعد میں جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اپنے بجٹ کو پورا کرنے کے واسطے سعی فرماویں۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہنا ضروری ہے۔ کہ بقایا چندہ عام یا چندہ خاص کا ۳۰ ستمبر تک پورا ہو جانا نہایت ضروری ہے۔

ہر جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر ماہ کی بیس تاریخ تک اس دفتر میں روپیہ پہنچ جایا کرے۔ بصورت دیگر دفتر سے جواب لیا جاویگا۔ اور ہر ایک جماعت کو اسکا جواب تفصیل سے اور مشرح دینے ہوں گے۔

روپیہ ارسال کرتے وقت کوپن پر اپنی جماعت کا نام جس کے کھاتہ میں رقم جمع ہوئی ہے۔ لکھنا ضروری ہے بغیر اس کے روپیہ ان کی جماعت کے کھاتہ میں نہ جاویگا۔ اور ان سے مطالبہ قائم رہیگا۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

ایڈیٹر پرتاپ کے خلاف زیر دفعات ۱۲۴ الف و ۱۵۳ الف تعزیرات ہند مقدمہ چلایا گیا ہے۔ مقدمہ کی پیشی ۹ اگست ہے ایڈیٹر صاحب ضمانت پر رہا ہیں۔

— معاصر زمیندار کے موجودہ پرنٹر و پبلشر گرفتار کر لئے گئے ہیں ایڈیٹر صاحب پر ابھی وارنٹ کی تعمیل نہیں ہوئی۔ مقدمہ کی پیشی ۷ اگست کو ہوگی۔

— عید الضحیٰ ہر جگہ خیریت سے منائی گئی۔ کسی جگہ فساد نہیں ہوا

— ۲۳ جولائی کو معاہدہ لوزان پر دستخط ہو گئے۔ اس پر ۲۶ جولائی کو مختلف شہروں میں خوشی منائی گئی۔

— ۲۶ جولائی مجلس وضع قوانین ہند کے ۲۵ مسلمان ممبروں کی دو

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس ... چھپ کر دفتر ... شائع ہوا)